القصہ ہر اک چیز مرے زیر نگین ہے　　مین دوست بلا بستہ ہون شیطان نہین ہون
دیکھا ہمہ اوست کا مضمون ہے نرالا　　مین کچھ بھی نہین ہون تو ہر اک شے مین نہان ہون

کہنے ہی سنانے کا تھا شوقی کا ترانہ
لے خون چلا عشق کے میدان مین ہون

حمد باری تعالےٰ

حمد لا انتہا اوس خداوند لم یزل و لایزال کو کہ جسکا نور ہر ذرہ و ہر قطرہ مین ظہور پذیر اور ہر پردہ چشم مین نہان اور ہر جسم فانوس خیالی مین مانند شمع روشن و تابان اور مصداق نحن اقرب الیہ من حبل الورید کے ہر چند سب سے نزدیک اور سب سے دور وہی تو ہے تمام عقول کہ جو وحدہ لاشریک ان اللہ علی کل شیء قدیر ہے۔ اشعار

ذرہ مین وہ آنکھ ہی قسمت مین　　ہے نور گر نظر مین
پھر جلوہ نمایان ہین کسکی　　چمکین ہین جو کسوت بشر مین

اور درود نامحدود اوس نبی برحق پر کہ جو تمام نبیون کا سردار و حبیب پروردگار خلاصہ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے اور صحابہ اوسکے تمام خصوصاً کبار و اہلبیت عظام بزرگان دین پایہ شرع متین پر کہ جو پھیلانے والے دین اسلام اور راہ حق بتانے والے تا صبیان گمراہان کے ہین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہم صلی علیٰ محمد و علیٰ ال محمد و بارک وسلم۔ اما بعد یہ عاصی خاکپائے اہل عرفان محمد حبیب علی خان ابن احمد علی خان صاحب المعروف مولانا کامل شاہ صاحب مولود خوان بہ تخلص شوقی دہلوی حال وارد جے پوری ناظرین

صورت جدا اونکی دیکھی پاس اونکے آئینہ ہین | نزدیک عاشقون کے قرآن ہی تو یہ ہے
دیدار تو خدا کا دیدار مصطفیٰ ہے | موسیٰ سے کہدو حضرت قرآن ہی تو یہ ہے
اتنا مجھے دکھا دے شہر مدینہ یارب | امید ہے تو یہ ہے ارمان ہی تو یہ ہے
پیدا کیا خدا نے امت مین مصطفیٰ کے | گو شکر ہے تو یہ ہے احسان ہی تو یہ ہے
محبوب کبریا ہو سرتاج انبیا ہو | امت کے پیشوا ہو گو شان ہی تو یہ ہے
معراج مین ہوئے آپس مین حور و غلمان | نبیون مین اپنا دیکھو سلطان ہی تو یہ ہے
وہ ہے خدا کا بندہ جو غم مین مبتلا ہے | ایمان کی تو یون ہے ایمان ہی تو یہ ہے
کیا کیا یہ دے رہا ہے نفس لعین جھانسے | ابلیس ہے تو یہ ہے شیطان ہی تو یہ ہے

اونے کلام اپنا ایسا لکھا ہے شوقی
کہتے ہین سب سخنور دیوان ہی تو یہ ہے

جاننا چاہیئے کہ خداے عز وجل نے انسان کو جہان تمام فضائل و کمالات عطا کیئے ہین اور تاج لقد کرمنا بنی آدم پہنا کر اشرف المخلوقات کا خطاب دیا ہے تو وہان سب سے بڑھکر نعمت اپنی نیابت و خلافت کی بھی عنایت کی اور اپنی امانت کا متحمل اسکے سوا کسیکو نہ سمجھا اور وہ ایسی امانت تھی کہ جسکو اوٹھانے ہوسے پہاڑون کا زہرا آب ہوتا تھا اور آسمان و زمین پر لرزہ واقع ہوتا تھا الغرض اپنی ایک بڑی مقدار اور پاک باطن نورانی صورت مخلوق ملائکہ سے انی جاعل فی الارض خلیفہ بطور اظہار راز کہ بغرض تحلیہ اسکے اسرار کی کالبد بشری تیار کیا ملائکہ نے بتجویز دوراندیشی کے بشر کو سفاک اور مفسد ٹھیرایا جسپر عتاب سخت پایا گھبرا گئے ساری ملائکہ اپنی غلطی پر شرمسار ہوکر سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم پکار اوٹھے اور ہمیشہ توبہ و استغفار کرتے رہے اور آج تک اس انسان کے پابند خدمت دیکھ

لیے انتہا بحر ماہیت میں غرق ہو جاتے ہیں کہ سمجھے کیا کہا تھا اور رضا کے
کیسے کیسے مقبول بندے اس طبقہ میں ظہور پذیر ہوئے اور ہوتے جاتے
ہیں اولیاء اللہ جنکی شان میں لا خوف علیہم و لا ہم یحزنون وارد ہے اکثر
و بیشتر بلکہ عموماً اس طبقہ میں ہیں اور ہوتے رہیں گے اور یہ سلسلہ تا قیام
قیامت بلکہ تا ابد الآباد یوں ہی جاری رہے گا شعر

دور گردون نیست خالی از ولی — گہ ولی باشد خفی و گہ جلی

غرض کہ انسان کو خلافت الٰہی کا منصب تو اوسی دن سے عطا ہو گیا جس
دن سے اسکی بنیاد قائم ہوئی بلکہ اسکے بنانے کی وجہ منظوری یہی تھی کہ
اس منصب جلیلہ کی جگہ خالی نہ رہے اوسوقت کی مخلوقات موجودہ کے
نا قابل ثابت ہونے پر انسان بنایا گیا جو بوجوہ اس خدمت مخصوصہ
کا اہل پایا گیا خاصان الٰہی بعد آدم علیہ السلام کے وقت کے ہوتے
رہے ہیں اور انکو حسب ضرورت و حسب موقعہ طرح طرح کی خدمات
متعلق کیے گئے مگر اس منصب کے پورے پورے اختیارات جزی
و کلی اس انسان کامل کو عطا ہوئے جو صرف گروہ انسان ہی کا سردار
نہیں بلکہ تمام مخلوقات موجودات کا شہنشاہ و ممتاز ٹھرایا گیا ہے اور جسکے
صدقے میں خود ساری موجودات کا ظہور ہوا ہے مصرعہ گر نہ گشتی بود
ہر وجود از عدم پیدا نبود - اور جسکے خیال سے خدا کے پرتوے انسان
لیے عظمت مخلوق کو وہ وہ قوت ظاہری و باطنی عطا فرمائے جو آجتک
کسی مخلوق کے وہم و گمان میں بھی نہ آئے تھے اور سمجھنے والے تو سمجھ ہی گئے
ہونگے کہ جس وجہ سے ہوئے اسکو نہ سمجھا کیا معنی اور اگر سمجھ میں
نہ سمجھے ہوں تو سمجھنے میں سمجھا سکتا ہوں کہ وہ شہنشاہ کونین سلطان دارین

احمد مجتبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ہین ۔ شعر

لب چمٹ جاتے ہین کہتا ہے محمد جو کوئی
اور ہین نام سے بڑھکر کوئی میٹھا کیا ہے

بس یہ شان تو حضور ہی کی ہے کہ جنکی شان مین خود خالق کا منات فرماتا ہی
اے میرے محبوب اگر مین آپکو پیدا نہ کرتا تو زمین آسمان کچھ نہ بناتا ۔ شعر

محمد کو پیدا نہ کرتا جو خالق
قسم ہے خدا کی خدائی نہ ہوتی

کنت کنزاً مخفیاً سے صاف ظاہر ہو گیا کہ خدا ایک گنج پنہان تھا جب
ظاہر ہونا چاہا اپنے محبوب کو پیدا کرکے اوسکے پردہ مین اپنا جمال دکہایا
پس اوسی محبوب کے پرتو سے تمام انبیائے کرام و اولیائے عظام یکے بعد
دیگرے منصۂ شہود پر جلوہ آرا ہوتے رہے حتیٰ کہ خود آپ نے ظاہر ہوکر
طالبون کو انہین آنکھون سے اللہ پاک کو دکہا دیا اور صاف ظاہر کر دیا ۔ شعر

کوئی تو دیر مین کرتا ہے بتون کی پوجا
اور مسجد مین فرا بعض کوئی کرتا ہوا

الغرض ایک سے ہے ایک کا اندازہ جدا
تیرے چھپنے سے پڑا دیر و حرم مین جھگڑا

تو اگر پردہ اوٹھا دے تو ابھی تو ہو جائے

یہ تماشہ ہے بنا ہے تو دیکھا نہ سنا
نحن واقرب کہا کیون پردہ نشین ہوکے چھپا

خود تماشہ بنا اور خود ہی تماشائی ہوا
تیرے چھپنے سے پڑا دیر و حرم مین جھگڑا

تو اگر پردہ اوٹھا دے تو ابھی تو ہو جائے

چنانچہ اسیطرح اور اسی سلسلہ اور اسی طریقہ ظہور پر حضرت خواجہ معین الدین
چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے ظہور فرمایا اور نسب نامہ پدری آپکا اسطرح
پر ہے جو منیس الاحمدیا دستیر الاقطاب سے تحریر ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ
معین الدین چشتی بن حضرت خواجہ غیاث الدین احمد بن سید کمال الدین
بن سید احمد حسن ۔ بن سید طاہر ۔ بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید

بن حضرت امام علی موسی رضا - بن حضرت امام موسی کاظم - بن حضرت امام جعفر صادق - بن حضرت امام محمد باقر - بن حضرت سید الساجدین امام زین العابدین بن سید الشہدا شہید دشت کربلا حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام - بن حضرت مولانا مشکل کشا علی مرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ - اور نسب نامہ مادری آپکا آئینہ تصوف نے اسطرح تحریر فرمایا ہے کہ آپکی والدہ ماجدہ معظمہ مکرمہ کا نام مبارک حضرت امام الورع بنت حضرت سید داؤد بن سید موسیٰ جون بن سید عبد اللہ محض - بن حضرت سید حسن مثنیٰ - بن حضرت امام حسن علیہ السلام - بن حضرت مولا مشکل کشا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ غزل

اے مردمک عینین علی سلطان الہند غریب نواز
اے عین عیون لم یزلی سلطان الہند غریب نواز

ہیں لطف نہاں سے تیرے عیاں اور فیض عیاں تیرے نہاں
اسرار خفی انوار جلی سلطان الہند غریب نواز

اے خواجہ معین المستند دین تو جسکا معین ہوں اوسکے معین
صدیق محمد عثمان و علی سلطان الہند غریب نواز

اے ابر بہار دین تجھسے باغ ولا ہیں ہرے وبھرے
پھر ڈالی کھلی پھول پھلے سلطان الہند غریب نواز

تو شمع ہدای ناسوتی تو صبح صفائے لاہوتی
رہبر ابدی راز ازلی سلطان الہند غریب نواز

دربار ہے تیرا البیلا ہر دم ہے غریبوں کا میلا
اے خلق کے والی حق کے ولی سلطان الہند غریب نواز

ہم کیسا ناکس وشیدا غم میں ہیں دن رات پڑے اس آفت میں

اب دم نکلا اب جان چلی سلطان الہند غریب نواز

ہر غریب نواز سیر باغ جہان مطلوب نہ عیش خلد جنان

بس دل کی ہی اک کملی ہے کلی سلطان الہند غریب نواز

یا خواجہ معین الحق والدین فی الدہر المعلوی انت معین

نعم العون لبو ناکسالی سلطان الہند غریب نواز

کتاب تواریخ آئینہ تصوف میں بحوالہ تواریخ ظہرت نامہ لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز بتاریخ ۹ ماہ جمادی الاخر سن پانچسو بتیس ہجری کو بروز پنجشنبہ بوقت مغرب بمقام سنجر شہر اصفہان میں پیدا ہوئے اور کتاب خزینۃ الاصفیا میں لکھا ہے کہ ولادت باسعادت آپکی سن پانچسو تیتیس ہجری میں چودھویں رجب المرجب پیر کے دن بوقت صبح صادق بمقام سجستان ہوئی اسی وجہ سے آپکو سنجری کہتے ہیں اور چونکہ سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہے اور چشت ایک شہر کا نام ہے جو ہرات کے قریب ہے اس زمانہ میں اسکو شاقلان کہتے ہیں اور یہ اس خاندان چشت کی وجہ تسمیہ ہے کہ چار بزرگوار ایک خواجہ ابواحمد چشتی - دوم خواجہ ناصر الدین ابو محمد چشتی سوم خواجہ ابو یوسف چشتی - چہارم خواجہ قطب الدین مودود چشتی - اس چشت نگر کے رہنے والے تھے اور اسی جگہ آپ کے مزار مبارک ہیں جسکا سلسلہ ارادت ان بزرگوں سے ملتا ہے اوسکو چشتی کہتے ہیں - غزل -

جان ہے فدائے خواجہ دل مبتلائے خواجہ — آنکھوں میں نور خواجہ دل میں تمنائے خواجہ

سردار اولیا ہیں قطب زمان ہیں الہند — پائے نہ کوئی نہایت جسکو ولائے خواجہ

کیونکر نہ قدر میری ہر اک بشر کریگا — ہر لحظہ ہے زبان پر وصف و ثنائے خواجہ

ہر دم یہی دعا ہے یارب کسی طرح سے — ہووے نصیب مجھکو دیدہ لقائے خواجہ

اجمیر کی تمنا دل میں بھری ہوئی ہے
اجمیر جلد مجھکو یارب بلائے خواجہ

سارے جہان کے گرد جانباز اور فدا ہوں
دیکھیں اگر ذرا بھی ناز و ادائے خواجہ

لازیب ہیں وہ سلطان اجمیر جنکی جا ہے
رتبہ یہ کس نے پایا کہئے سوائے خواجہ

کیا تاب ہے قلم میں طاقت کہاں یہ ہم میں
شمہ بھی لکھہ سکیں گر وصف و ثنائے خواجہ

ملتا ہے بس وہی کو چاہے جسے دلائے
اللہ دے اوسیکو جسکو دلائے خواجہ

کیا خوف عاقبت ہو محشر کا ڈر کسے ہو
ہوئیگا حشر میرا زیر لوائے خواجہ

حافظا کو کچھہ نہیں ہے اب خوف دین و دنیا
لکھتا ہے مدح صابر وصف و ثنائے خواجہ

روایت آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جسوقت میرا لڑکا معین الدین میرے شکم میں آیا اسیوقت سے میرا گھر تمام دنیا کی خیر و برکت سے بھر گیا اور میرے تمام دشمن مجھہ سے محبت کرنے لگے اور مجھے سچے خواب نظر آنے لگے اور فرماتی ہیں کہ جب میرے معین الدین کے تن میں جان آئی تو ادہی رات سے لیکر سوا پہر دن چڑھے تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر کرنے کی آواز آتی تھی اور پیدائش کے بعد بھی آپ کا یہی معمول تھا۔ اور فرماتی ہیں کہ جسوقت معین الدین پیدا ہوئے تو میرا گھر تمام نور سے بھر گیا۔ غزل

جمال خاص یزدانی معین الدین اجمیری
سراپا نور رحمتی معین الدین اجمیری

ز دیدم مثل تو کس را اگر گویم مثال تو
بصورت مصطفےٰ ثانی معین الدین اجمیری

اگر عشق خدا باشد تو اے طالب بیا بنگر
خدا بینی خدا دانی معین الدین اجمیری

سر شہ ہندوستانی گوہر دریائے زمنی
سرا پا گنج عرفانی معین الدین اجمیری

خداوندا بدہ توفیق حافظ را کہ ہر ساعت
ببیند روئے نورانی معین الدین اجمیری

روایت ہے کہ خواجہ صاحب نے گیارہ برس تک کنارہ عاطفت والدین میں نہایت ناز و نعم سے پرورش پائی۔ چونکہ آپکے والد بزرگوار اکثر اصفہان اور ملک خراسان میں رہا کرتے تھے جس وقت خواجہ معین الدین گیارہ برس کے ہوئے تو آپکے والد شہر عراق کی طرف تشریف فرما ہوئے اور وہاں جاتے ہی انتقال فرمایا اوسی شہر میں آپ دفن کئے گئے اور اسی سال میں آپکی والدہ ماجدہ نے بھی اس دنیائے ناپائدار سے رحلت فرمائی گیارہ برس کے سن میں آپنے مادر و پدر یعنی یتیمی کا لقب پایا آپکے بھائیوں نے جو کچھ سرمایہ تھا تقسیم کر لیا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز کے حصہ میں بھی ایک باغ آیا۔

غزل

مظہر نور دین معین الدین
آفتاب زمین معین الدین

خواجۂ خواجگان ہندوستان
بے گمان بالیقین معین الدین

میں تو ہوں آستانکا خاک نشین
تو میرا دل نشین معین الدین

المدد المدد کہ تیرے سوا
کوئی میرا نہیں معین الدین

در فردوس پر ہوا آپکا ہاتھ
اور یہ آستین معین الدین

وہ جہاں ہیں وہیں ہے دل میرا
میں جہاں ہوں وہیں معین الدین

داغ تیرا ہی دم بھرے جبتک
تا دم واپسین معین الدین

(بیان سفر کرنا طالب مولا ہو کر اول مرتبہ)

روایت ہے کہ جب عمر شریف آپکی گیارہ برس کی ہوئی اور آپکے والدین کے انتقال کے بعد مال کا کچھہ حصہ تقسیم ہو چکا اور آپ کے حصہ مین ایک باغ نہایت عمدہ میوہ جات کا آیا تو آپ اکثر اوسی باغ پر فضا مین تشریف لیجایا کرتے تھے اگرچہ آپ ولی مادرزاد بزرگ والانژاد تھے مگر اسباب ظاہر آپکا دنیاے دون کے ترک کرنے کا سبب کتب معتبرہ مین یون لکھا ہے کہ ایک روز آپ حسب معمول اوسی باغ مین تشریف رکھتے تھے کہ حضرت خواجہ شیخ ابراہیم قندوزی مجذوب بحکم ربی اوس باغ مین رونق افروز ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز نے مجذوب صاحب کی نہایت تواضع کی اور ایک خوشہ انگور تر و تازہ مجذوب صاحب کو دیا مجذوب صاحب نے وہ تازہ انگور تناول فرمائے اور بکمال خوش ہو کر اپنی بغل مبارک سے ایک ٹکڑا کہل کا نکالکر اور تہوڑا اوسکو چبا کر حضرت خواجہ بندہ نواز کو نہایت شفقت اور عنایت سے عطا فرمایا اور آپکے دہن مبارک مین ڈالدیا بس کہانے کے ساتھہ ہی آپکے دل سے دنیاوی لذت جاتی رہی اوسیوقت خواجہ صاحب نے باغ وغیرہ اور تمام مال و اسباب راہ خدا مین دیدیا اور طلب خدا مین سیاحی و سفر اختیار کیا ۔ غزل ۔

جو کامل ہو تو ایسا ہو کرامت ہو تو ایسی ہو
جو ہادی ہو تو ایسا ہو ہدایت ہو تو ایسی ہو

عطا کی دولت دین آن واحد مین ہزار ونکو
جو داتا ہو تو ایسا ہو سخاوت ہو تو ایسی ہو

دکہائی ایسے بیدین کو رہ دین آن واحد مین
جو رہبر ہو تو ایسا ہو عنایت ہو تو ایسی ہو

ولی اللہ لاکہون ہو گئے فیضان صحبت سے
جو عارف ہو تو ایسا ہو ولایت ہو تو ایسی ہو

طلب جو کچھہ کیا رستم نے بخشا عین رحمت سے

جو مولا ہو تو ایسا ہو عنایت ہو تو ایسی ہو

خزینۃ الاصفیا مین لکھا ہے کہ اوّل آپ سمرقند کو تشریف لے گئے وہان حضرت حسام الدین بخاری کی خدمت مین رہکر قرآن شریف حفظ کیا اور علوم ظاہری سے بہرہ ور ہوئے پھر عراق کی طرف ارادہ کیا وہان سے بغداد شریف تشریف فرما ہوئے اثناء راہ مین قصبہ نجان حضرت شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ العزیز سے ملاقات ہوئی اور فیض حاصل ہوا اور وہان سے کوہ جودی پر تشریف لے گئے کوہ جودی پر حضرت غوث الثقلین قطب ربانی محبوب سبحانی پیران پیر دستگیر میران سید محی الدین عبدالقادر جیلانی حسنی وحسینی قدس اللہ سرہٗ العزیز یاد الٰہی مین مشغول تھے اونکی خدمت سے مشرف ہوئے اور فیض باطنی پایا وہان سے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جیلان کو تشریف اور تھوڑے عرصہ کے بعد جیلان سے بغداد تشریف لے گئے اور بغداد شریف مین جبتک مدت حضرت غوث پاک کی ہم صحبت رہے اور فیض حاصل کیا اور شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی ہم صحبت رہے ازان بعد محبوب سبحانی حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی کی صحبت سے مشرف ہوئے اور خرقہ حاصل فرمایا بعدہٗ ہمدان تشریف لے گئے اور علوم وفیوض باطنی حضرت خواجہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمایا بعدہٗ تبریز تشریف لے گئے اور شیخ الوقت حضرت شیخ ابوسعید تبریزی قدس سرہٗ سے فیض پایا - بعدہٗ اسیطرح سے اصفہان مین جاکر حضرت شیخ محمد اصفہانی اور پھر حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر مبارک مخزومی اور حضرت شیخ ناصر الدین اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی اور حضرت شیخ عبداللہ انصاری

قدس سرہم سے بہت فیض حاصل فرمایا اور بہم صحبت رہے - بعدہٗ حضرت
شیخ عثمان ہارونی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت بابرکت میں پہنچکر تکمیل کو پہنچے
اور خرقۂ خلافت سلسلہ عالیہ چشتیہ کا پایا ۔ غزل

اٹھا ہی زلف سے ہے سلسلہ غریب نواز ۔ اسیر دام محبت ہوں یا غریب نواز
معین دین ہے دستگیر جہان ۔ غریب پرور مشکل کشا غریب نواز
نہ چین روضۂ رضوان میں آئیگا مجکو ۔ جو یاد آئیگا کوچہ ترا غریب نواز
کرم کا آپکے امیدوار آیا ہوں ۔ ادھر بھی اک نظر لطف یا غریب نواز
سخی و دین نبی و ولی و ابن ولی ۔ ظہور سلسلۂ چشت یا غریب نواز
مبارک آپکو القطب و فخری کا جامہ ۔ امیر ہند ہے شہ اولیا غریب نواز
کھڑے ہیں طالب دیدار سینکڑوں در پہ ۔ نقاب عارض روشن اٹھا غریب نواز
معین مرشد و پیر و امام و راہ نما ۔ کفیل حاجت شاہ و گدا غریب نواز
تمہارا عشق ہے میرا مرہم جراحت دل ۔ تمہارا درد ہے میری دوا غریب نواز
خدا نما و خدا دان و خدا بینی ۔ خدا رسیدہ و ہم با خدا غریب نواز
برا ہوں یا کہ بھلا صورت نثار حزین ۔ ترا غلام ہوا ہوں میں یا غریب نواز

آپکا سلسلۂ طریقت یوں ہے حضرت خواجہ معین الدین مرید خواجہ عثمان
ہارونی کے ہیں جنکا مزار پاک مکہ معظمہ میں شریف صاحب کے مکان کے
قریب ہے اور خواجہ عثمان ہارونی مرید حضرت شریف زندنی کے وہ مرید
خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے وہ مرید اور خلیفہ اپنے والد بزرگوار
خواجہ محمد یوسف چشتی کے اور وہ مرید اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی کے وہ مرید
اپنے والد ابو ابدال چشتی کے وہ مرید خواجہ اسحاق شامی چشتی کے وہ مرید
خواجہ ممشاد دینوری کے وہ مرید شیخ امین ابو ہبیرۃ البصری کے وہ مرید شیخ

رویدالدین کے وہ مرید سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی کے وہ مرید شیخ ابوالفیض فضیل کے وہ مرید شیخ ابوالفضل عبدالواحد بن زید کے وہ مرید شیخ حسن بصری انصاری کے وہ مرید حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے وہ مرید اور خلیفہ حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ غزل

سلطان جہان ولیوں کے ولی یا خواجہ معین الدین ولی
مقبول خدا اولاد علی یا خواجہ معین الدین ولی

ہے نقش حفاظت نام ترا تعویذ مجھے یہ خوب بلا
واللہ یہی ہے ناد علی یا خواجہ معین الدین ولی

یا نوح کرم چشتی لقبی دو پار لگا کشتی کو میری
طوفان بلا میں ڈوب چلی یا خواجہ معین الدین ولی

للہ خبر لو شاہ جہان اب در سے تمہارے جاؤں کہاں
ہیں جہاں پہرا ایک ایک گلی یا خواجہ معین الدین ولی

ایک جلوہ دکھا دو پھر خدا دل سوزاں نے پھونک دیا
اب آتش غم سے جان جلی یا خواجہ معین الدین ولی

اب کیجئے مجھپر فیض عطا اس غنچۂ دل کو میرے کھلا
یہ شاخ کبھی پھولی نہ پھلی یا خواجہ معین الدین ولی

تم سرو ریاض عز و شرف تم قمری باغ شاہ نجف
تم رنگ بہار لم یزلی یا خواجہ معین الدین ولی

جب روح میری تن سے نکلے یہ گلشن باغ چشت بنے
کھل کھل کے کہے ہر ایک کلی یا خواجہ معین الدین ولی

اے ابر کرم دریائے عطا صدقے سے تیرے ہو میری دعا
مقبول جناب لم یزلی یا خواجہ معین الدین ولی
روشن ہے تمہیں سب حال دلی اک عرض وفا ہے تم سے یہی
ہو دونوں جہان میں بات بھلی یا خواجہ معین الدین ولی

بیان پانا خرقہ مبارک خواجہ بزرگ کا اپنے مرشد سے

روایت ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے مجلس خاص میں کہ اوس وقت اکثر مشائخ عظام موجود تھے حضرت خواجہ صاحب کو طلب فرمایا آپ تشریف لے گئے آپ کے مرشد نے ارشاد فرمایا کہ معین الدین وضو کر اور دوگانہ نماز کا ادا کر حضرت نے اپنے مرشد کے حکم کی فوراً تعمیل کی اور قبلہ رو بیٹھے اور بموجب حکم کے اول سورہ بقر پڑھی اور پھر اکیس بار درود شریف پڑھا پھر حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے آپکا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منھہ کر کے فرمایا کہ اے معین الدین میں نے تمکو خدائے عزوجل تک پہنچایا اور مقبول بارگاہ کبریا کا کیا اور تمام بال آپکے فرق مبارک کے تراشے اور کلاہ چارترکی فرق مبارک پر رکھی اور اسم اعظم کہ جو پیران عظام سے سینہ بسینہ چلا آتا ہے بتلایا اور گلیم مبارک عطا فرمائی اور فرمایا کہ ایکہزار بار سورہ اخلاص پڑھ جب آپ پڑھ چکے تو ارشاد فرمایا کہ اب سر اوٹھا کر دیکھ حضرت خواجہ غریب نواز نے جب سر اوٹھایا تو عرش معلی سے تحت الثری تک نظر آیا پھر فرمایا کہ ایک ہزار بار سورہ اخلاص اور پڑھو آپ نے پڑھا اور فرق مبارک اپنا بالا کیا تو ہیژدہ ہزار عالم منکشف ہوگئے پھر فرمایا کہ اب کی بار پھر سورہ اخلاص پڑھ کر دیکھ جب حضرت نے

دیکھا تو خواجہ عثمان ہارونی نے فرمایا کہ اب کیا نظر آتا ہے آپ نے عرض کیا
کہ حجاب عظمت دیکھتا ہوں پھر فرمایا کہ اے معین الدین تو اپنے مقصد کو
پہنچا شکر کر اور ایک اینٹ جو سامنے پڑی ہے اسکو اُٹھا آپ نے وہ خشت
اوٹھائی تو سونے کی پائی فرمایا اسکو محتاج و مساکین پر تقسیم کر دی آپ نے
اوسیوقت تقسیم کر دی اور بیس برس تک آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت
میں رہے جب اتفاق سفر کا ہوتا تو آپ اپنے مرشد کے سامان جامہ وغیرہ
اپنے سر پر رکھکر ہمراہ جاتے غزل ۔

خواجہ دنیا و دین معین الدین — کون ہے ہو تمہیں معین الدین
دین حق کے معین معین الدین — نور حق بالیقین معین الدین
خواجہ خواجگان تمہیں تو ہو — سرور کاملین معین الدین
آپ کا نام فضل باری سے — ہو گیا دل نشین معین الدین
ہر گھڑی آپ کا تصور ہے — گور ہوں میں کہیں معین الدین
خاتم دین پاک احمد کے — بس تمہیں ہو نگین معین الدین
دھیان ہے روضہ مقدس کا — گو پڑا ہوں یہیں معین الدین
آپ کو بادشاہ ہند جناب — کون کہتا نہیں معین الدین

حافظ خستہ کی زبان پر ہے
میرے حامی معین معین الدین

بیان تشریف لانا حضرت خواجہ غریب نواز کا اجمیر شریف

صاحب خزینۃ الاصفیا تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ بندہ نواز
اپنے پیر روشن ضمیر سے اجازت حاصل کر اطراف عالم میں رخصت فرما
ہوئے اور سفر اختیار کیا تو جہان آپ پہنچے قبرستان میں قیام فرماتے

اور جس جگہ آپکی شہرت ہو جاتی ہے وہاں سے آپ خفیہ چلے جاتے تھوڑے دنوں میں آپ کعبہ شریف کو تشریف لے گئے اور وہاں سے مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر زیارت حضرت پیغمبر خدا محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر اور اوس مقام متبرک میں قیام فرما کر ریاضت و مشقت شاق اختیار کی ایک روز روضۂ منورہ مقدسہ حضرت صلعم سے آواز آئی کہ معین الدین کو حاضر کرو خدام والا مقام روضۂ مقدسہ نے جستجو کی اور معین الدین کہکر پکارا اس مقام عالی میں اس نام پاک کے بہت سے آدمی حاضر تھے خادموں نے روضۂ منورہ پر جاکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں اس نام پاک کے بہت سے آدمی حاضر ہیں کوئی خاص بات یا نشان ارشاد ہو۔ چنانچہ مکرر ندا آئی کہ معین الدین چشتی کو بلاؤ امداخدام بارگاہ رسالت پناہ شخص مذکور کیلئے حضرت خواجہ غریب نواز کو روضۂ منورہ پر لے گئے اوس وقت آپکا عجیب حال تھا نالان وگریان صلوٰۃ پڑھتے ہوئے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہو کر نہایت مودب دست بستہ کھڑے ہوئے آواز آئی کہ اے قطب المشائخ آ آپ بحالت وجد اندر حاضر ہوئے اور جمال جہان آرائے سرور کائنات مفخر موجودات رحمۃ للعالمین سید خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ اشعار

جاتے ہیں جسکو پلاتے ہیں مئے ہوں	شربت دیدار پلاتے ہیں لوں
عشق سے ہم گھر گئے تو دیکھے ہوئے	ہم پڑے ادہر کے خدا وہر کے لاالہ

غرض کہ حضرت رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اے معین الدین تو ہمارا دین ہے اور معین الدین ہے اب تجکو لازم ہے کہ ہندوستان کو جا اور

وہان ایک شہر اجمیر ہے اوس جگہہ ہمارا ایک فرزند بنام سید حسین جہاد کی غرض سے گیا تہا اور اوسکو کفاروں نے شہید کر ڈالا ہے اور شہر مین بدستور کفر جاری ہو گیا ہے تیرے سبب سے پہر وہان شمع دین اسلام روشن ہوگی اور کفار غارت ہونگے آپنے عرض کیا کہ ارشاد عالی کی تعمیل کے لیئے بسر وچشم حاضر ہون مگر ہندوستان و اجمیر سے ناواقف ہون کس طرف جاؤن کہان قیام کرون - چنانچہ حضور سرور عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انار حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ کے سامنے رکہدیا اور ارشاد فرمایا کہ اسکو دیکہو تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کونسا شہر ہے حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اُس انار مین دیکہا تو تمام روے زمین نظر مین آگیا اور شہر اجمیر کو بخوبی تمام وکمال دیکہکر پہچان لیا اور فاتحہ خیر حضور مین پڑہکر استمداد چاہی اور حسب الارشاد حضور سے رخصت ہوکر جانب اقلیم ہند متوجہ ہوے چالیس آدمی آپکے ہمراہی مین روانہ ہوئے بعد قطع منازل ملک ہندوستان مین داخل ہوئے اور لاہور مین پہنچکر اس ماہ کامل مزاج پُر انوار حضرت مخدوم علی ہجویری لاہوری قدس سرہٗ پر معتکف رہے بعد حصول فیض باطنی لاہور سے دہلی مین رونق افروز ہوئے اور چند روز دہلی مین قیام فرماکر اجمیر شریف کا راستہ لیا - غزل

اے شوکت وشان بزم سلطان الہند غریب نواز
مقبول جناب باطن علی سلطان الہند غریب نواز
کیا عرض کرون تمین اے شاہا پوشیدہ نہین کچہہ حال میرا
سب تم پہ عیان ہے راز خفی سلطان الہند غریب نواز
کیا نام خدا ہے شان تیری ہے یاد مجہے ہر آن تیری -

اے روح علی وسے جان نبی سلطان الہند غریب نواز

اب کوئی نہین ہے تیرے سوا جو حال سنے مجھ بیکس کا

للہ ہو مری دادرسی سلطان الہند غریب نواز

جبتک نہ ملیگی داد میری جب تک نہ کھلے گی دل کی کلی

ٹلنے کا نہین اس در سے کبھی سلطان الہند غریب نواز

ہے عشق کی مجکو بیماری اس درد سے میری جان چلی

اب کیجے جلدی چارہ گری سلطان الہند غریب نواز

ملجائے تیرے دروازہ کی دنیا مین مجھے جاروب کشی

ہے اتنی تمنا دل مین یہی سلطان الہند غریب نواز

روتا ہے عبث اے خستہ جگر آ کہہ لے ادب سے عرض تو

پورے ہون سبھی ارمان دلی سلطان الہند غریب نواز

روایت ہے کہ اوس زمانہ مین راجہ پتھورا تخت نشین اجمیر کا تھا اور اسکے علم نجوم مین بہرہ کامل رکھتی تھے اوس نے بارہ سال پہلے رائے پتھورہ کو یہ خبر دی تھی کہ ایک درویش تیرے ملک مین آویگا اور راج تیرا خاک مین ملا دیگا اسوجہ سے رائے مذکور ہمیشہ غمگین رہتا تھا بلکہ راجہ کی ماں نے حلیہ تک خواجہ صاحب کا علم نجوم سے بتا دیا تھا۔ الغرض رائے پتھورا نے اوس حلیہ کو جا بجا بھجوایا اور دیگر راجہ بابوؤن کے نام فرمان جاری کئے کہ جو کوئی نووارد اس حلیہ کے مطابق تمہارے ہان آوے بہت جلد اطلاع اوسکی کرو بلکہ بہ حفاظت وحراست روانہ اجمیر کردو۔ القصہ اکثر راجہ جو اوسکی مطیع اور فرمان بردار تھے درپے تلاش آپکے رہتے جب کہ آپ قطع منازل کرتے ہوئے قصبہ سمانہ حوالہ پٹیالہ مین پہنچے تو رائے پتھورا کے

آدمی جو وہان موجود تھے اونہون نے خواجہ صاحب کو دیکھا اور حلیہ سے پاکر
آپکو فریب دینا چاہا اور التماس کرنے لگے کہ اگر ارشاد ہو تو آپکے قیام کے لیے
کوئی جگہ تجویز کرین وہان آپکو ہر طرح کا آرام رہیگا حضرت خواجہ صاحب نے
مراقبہ کیا تو دیکھا کہ حضرت رسول خدا صلعم فرماتے ہین کہ اے معین الدین
ان لوگون کی بات ہرگز نہ ماننا انکی نیت مین شر ہے یہ سنکر خواجہ صاحب
نے ان لوگون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ درویش کو خدا کے سوا کسی سے
غرض نہین بعد اسکے جو واقعہ آپنے مراقبہ مین مشاہدہ کیا تھا یاران ہمراہی
سے ظاہر کیا اور اجمیر کی طرف روانہ ہوئے بعد طے منازل کے حضرت خواجہ
بزرگوار معہ اپنے چالیس خدام کے علانیہ تشریف لائے اور کوئی اثنائے راہ
مین معترض و مزاحم ہوا حتی کہ آپ اجمیر شریف مین بتاریخ دسوین ماہ محرم الحرام
سن پانسو اسٹھ ہجری مین رونق افروز ہوئے اور شہر کے باہر ایک پیپل
کے درخت کے نیچے قیام فرمایا اتفاق سے وہ جگہہ راجہ اجمیر کے اونٹون کے
بیٹھنے کی تھی اونہین ایک آدمی نے آواز دی کہ یہان راجہ کے اونٹ
بیٹھا کرتے ہین تم اور جگہہ پر اترو حضرت نے فرمایا کہ راجہ کے اونٹون سے
ہمکو کیا غرض ہے بیٹھے رہتے وہ بیٹھے رہین گے یہ فرماکر آپ اُٹھ کھڑے
ہوئے اور معہ چالیس خدام ہمراہی کے بالائے آناساگر اوس مقام پر گئے
جہان اب آپکا چلہ بنا ہوا مشہور ہے ایک درخت سایہ دار کے نیچے
ٹہرے آپکے ہمراہیون مین لبعضون نے شکار کے کباب طیار کئے اور
سیر کرتے ہوئے تالاب اناساگر پر جا نکلے اوسوقت کنارہ تالاب کے مندر
بنے ہوئے تھے تین سو پچاس پجاری اون تہالون مین رہا کرتے تھے اور مندرون
مین تیل کی روشنی راجہ اجمیر کی جانب سے ہوتی تھی تو گھین ہر شب کو سوا گز تیل

غرض کہ پہول روشنی وخوشبوئین وغیرہ مین صدہا روپیہ صرف ہوتا تھا
حضرت کے ہمراہیون نے ارادہ طہارت کا کیا برہمن لوگ منع کرنے لگے
اور مستعد فساد ہوئے ناچار خادمون نے واپس آکر تمام حال تجالون کا
اور آمادہ ہونا قوم برہمن کا فساد پر روبرو حضرت خواجہ کے بیان کیا آپ نے
فرمایا اللہ مددگار ہے ادہر تو آپنے یہ فرمایا اور ادہر قدرت الٰہی نے اپنا
رنگ دکہایا کہ جسوقت راجہ کے اونٹ اپنے اوسی مقام پر آئے سب کے
سب زمین پر بیٹھ گئے اور زمین نے اونکو ایسا پکڑ لیا کہ ساربانو اور اونٹون نے
ہر چند چاہا مگر کسی طرح اونٹ زمین سے نہ اوٹھ سکے جب اوٹھانا چاہتے
تھے تو کہال اور گوشت اون کا زمین پر چمٹ جاتا تھا کسی طرح نہ چھوٹتا
تھا اسیطرح ایک رات دن گذر گیا اور وہ اونٹ نہ اوٹھ سکے تو ساربانون
نے راجہ سے جاکر اطلاع کی راجہ نے ساربانون سے کہا کہ تم درویشون
سے جاکر اونکی خوشامد اور منت وسماجت کرو اونہین کی بد دعا سے
یہ اونٹ بیٹھ گئے ہین اور اونہین کی دعا سے کہڑے ہو جاوینگے ہم اس امر
مین کچھہ نہین کر سکتے - آخرکار ساربان آپکی خدمت فیض درجت مین گئے
اور حاضر ہو کر عذرخواہی کی اور بکمال انکساری اپنے قصور کی معافی مانگی
تو حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ جسکے حکم سے اونٹ بیٹھ گئے تھے
اوسیکے حکم سے کہڑے بہی ہو جاوینگے ساربانون نے وہان سے آکر جو دیکھا
تو سب اونٹ کہڑے تھے یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی کافرون نے ہجوم کرکے
باہم صلاح ومشورہ کیا اور راجہ پتہورا کے پاس جاکر راجہ کو بہکایا کہ چند
کچھہ درویش مسلمان آئے ہین اور تجالون کے قریب مقیم ہوئے ہین ان کا
ہونا یہان پر کسیطرح مناسب نہین ہے کیونکہ ہمارے مذہب کے بالکل

خلاف ہے۔ چنانچہ راجہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ درویشون کو وہان سے اوٹھائین پس جبوقت راجہ کے ملازم حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ قریب گئے اور سختی کے ساتھ الفاظ کہنے لگے تو حضرت خواجہ نے دہین سے تہوڑی خاک اوٹھاکر اوسپر آیۃ الکرسی پڑہکر اون ملازمان کی جانب پہنکی اونمین سے کچھہ آدمی تو دیوانے ہوکر بہاگ گئے اور جس قدر لوگون پر خاک پڑی جسم خشک ہوکر گر پڑے جو بہاگ گئے تہے اونہون نے راجہ کے پاس جاکر سب حال بیان کیا دوسرے روز بہر اہل ہنود جو راجہ اجمیر کی طرف سے بتخانے بہت پہ سپردگی رام دیو ہنت سرغنہ کے تعینات تہے ہجوم کثیر کرکے حضرت پر یورش کی جبوقت آپکے قریب پہنچے سب کے بدن پر لرزہ آگیا خوف وہیبت سب پر طاری ہوگیا کانپنے لگے رام دیو ہنت کہ جو سردار اور سرگروہ اوس جماعت کا تہا نکلکر حضرت کے قدمون پر گر پڑا اور قدمبوس ہوکر آپکے دست حق پرست پر توبہ کی اور مشرف بہ دین اسلام ہوا اور پہر خود رام دیو نے لکڑی اور اینٹین فراہم کرکے اوس جماعت کی طرف پہینک پہینک کر منتشر کرکے بہگادیا آپنے ایک قدح پانی اوس کرکے رام دیو ہنت کو دیا اوس پانی کے پیتے ہی دل رام دیو کا آئینہ کی طرح صاف ہوگیا اور انوار ربانی اوس کے سینہ پر تابش کی اور وہ آپکا مرید ہوگیا آپ نے اوسکا نام شادی دیو رکہا اور کمال کو پہنچا دیا۔ واضح ہو کہ شادی دیو زبان ہندی بمعنی فرحت دہندہ کے ہین۔ چنانچہ راجہ اجمیر آپکی اس کرامت کا حال سنکر کہنے لگا کہ یہ جماعت ساحرون کی ہے کوئی بڑا جادوگر کا گروہ ان کا مقابلہ کرسکتا ہے پس راجہ نے جے پال نامی جوگی جادوگر جو فن جادوگری مین بڑا طاق بلکہ شہرۂ

آفاق تھا اور اس فن میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا طلب کرکے آپکے مقابلہ کو بھجوایا

غزل

ہو تم مقبول سبحانی معین الدین اجمیری | کرو دشوار آسانی معین الدین اجمیری
در دولت تمہارے پر رکھے ہی خلق اپنا سر | کریں شیر آکے دربانی معین الدین اجمیری
تمہیں ہو ہند کے والی تمہیں ہو چشتی عالی | تمہیں سردار لاثانی معین الدین اجمیری
فرید الدین قطب الدین نظام الدین نصیر الدین | تمہارے دوست ہیں جانی معین الدین اجمیری
تمہارے عرس میں شاہا برستا نور ہے ہر جا | کرون کیا ڈر افشانی معین الدین اجمیری

کہے سے آپکے طالب نکرنا نفس پر غالب
نظر ہو جائے رحمانی معین الدین اجمیری

روایت ہے کہ جوگی جے پال ساحر ڈیڑہ ہزار چیلے پندرہ سو جادو کے چکر اور سات سو اژدر لیے لیکر کہ جن پر ہر ایک ساحر سوار اور ہر ساحر فن ساحری مین جے پال ثانی تہا اپنے اپنے سحر کی نیرنگیاں دکہاتا ہوا حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آیا جب آپکو یہ بات ظاہر ہوئی کہ جوگی اجے پال بڑے زور شور سے واسطے مقابلہ کے چلا آتا ہے تو پہلے آپ نے وضو کیا اور اپنا عصائے مبارک ایک خادم کو دیا کہ ہماری جگہ کے آس پاس اس عصا سے ایک لکیر زمین پر بطور حصار کے کردے کہ اسکے اندر انشاء اللہ تعالے جادو کچھ اثر نکریگا نہ کسیکو کچھ ضرر پہنچے گا غرض کہ دور تک حصار کہینچا گیا جسکے اندر تمامی خدمت گذار بیٹھ گئے کہ یکایک عوام کا غول ساحروں کا نمودار ہوا اور انواع انواع کے سحر کرنے لگے یہان تک کہ کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا جب کوئی منتر اور جادو موثر نہ ہوا تو ان پندرہ سو چکر کو ایکبارگی آپکی طرف پہینک مارا مگر وہ بہی سب رد ہو کر وہاں جان ساحروں کے ہو گئے

اور جسقدر اژدہار آتش فشان تھے سب زمین پہ سر پار پار کر مر گئے گئیہن کراجے پال جوگی کے چیلے وہین تاثیر جادو اس درجہ تہی کہ جو کوئی جادو گر لڑتا یا کوئی اس سے مدد طلب کرتا تو اپنے چیلون کو جانب مخالف پہنچا دہ سو سو کوس تک معلق ہوا مین جا کر دشمن کو قتل کرتے تھے آخر کار جادو گرون کی جماعت نے کنارہ حوض اناساگر کے اس ارادہ سے قیام کیا کہ اس چشمہ کے پانی سے آپ تک پانی نہ جانے دین گے آپ نے رام دیو جو مسلم جسکا نام شادی رکہا تہا فرمایا کہ جس طرح ہو ایک قدح پانی کا اس تالاب مین سے بہرلا چنانچہ شادی دیو بہ تعمیل ارشاد قدح لیکر کنارہ تالاب اناساگر کے گیا اور قدح تالاب مین سے بہرنے لگا تمام پانی اس تالاب کا قدح مین آگیا تالاب مین ایک قطرہ پانی کا نہ رہا اور قدح بہی پر نہ ہوا تالاب ایسا خشک ہو گیا کہ گویا اسمین پانی ہی نہ تہا۔ لہذا آبِ کل خرچ پانی کا اوسی قدح سے ہوتا تہا اور پانی قدح سے کم ہوتا تہا اور اس قدح مین پانی بہرنے سے علاوہ تالاب اناساگر کے جس قدر کنوے تہے سب کا پانی خشک ہو گیا یہان تک کہ جانوران شیر و اور مستورات تو زائیدہ کا دودہ خشک ہو گیا اب تو یہ حال ہوا کہ شدت تشنگی سے جانور اور چہوٹے بڑے آدمی بیتاب ہو گئے بلکہ بہت سے دشمن مارے پیاس کے مر گئے راجہ نے یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوا ۔ غزل

شہنشہ ملک ہندوستان خواجہ ہی خواجہ سے

علمدار دین خواجہ کی یہان خواجہ ہی خواجہ ہے

فلک منزل ملا یک آستان خواجہ ہی خواجہ ہے

سمجھ ایدل دہان لعل جہان خواجہ ہی خواجہ ہے

پکارے گر کوئی آفت مین کرتے ہین مدد اوسکی
معاون اور معین خستگان خواجہ ہی خواجہ ہے
نہین ہے شمع گل پر شیفتہ پروانہ و بلبل
چمن مین انجمن مین دلستان خواجہ ہی خواجہ ہے
مبارک ہو در فردوس کی رضوان کو دربانی
در دل کا ہمارے پاسبان خواجہ ہی خواجہ ہے
بلائین دست مژگان سے نہ لین کیون مردم دیدہ
میری آنکھون کے پردے مین نہان خواجہ ہی خواجہ ہے
نہ ہم ہم ہین نہ تم تم ہو نہ اپنا ہے نہ بیگانہ
اگر آئینہ بھی دیکھا عیان خواجہ ہی خواجہ ہے
نبی کی آل اولاد علے حسین کے دلبند
خدا آگاہ عالی دودمان خواجہ ہی خواجہ ہے
معین الدین چشتی کے ہین زیر حکم سب اشیا
سلیمان کی طرح سے حکمران خواجہ ہی خواجہ ہے

القصہ جب راجہ پتھورا اور جیپال جوگی نے یہ حال دیکھا اور تمام آدمی بسبب نایابی پانی کے قریب ہلاکت کے پہنچے عاجزی کرنی شروع کی حضرت خواجہ نے اجے پال جوگی سے فرمایا کہ اوس قدح کو اوٹھالا ہرچند اجے پال نے ارادہ کیا کہ قدح اوٹھاوٗن مگر قدح نہ اوٹھا سکا نہایت لاچار ہوا آپ نے فرمایا کہ یہ قدح مردان خدا کا ہے ستھرا اور جادو نہین ہے

مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند

جوگی اجیپال عرض کرنے لگا کہ مخلوق خدا شدت تشنگی سے ہوتی ہے آپ

اپنے کو فقیر کہتے ہین فقیر رحیم و کریم ہوتے ہین مقتضاے دریا دلی یہ ہے
کہ بندگان خدا کو پانی دیا جاے حضور نے جو یہ باتین جوگی جیپال سے
سنین شادی سے ارشاد فرمایا کہ اُس قدح کا پانی جو تالاب مین
سے لایا ہے اسمین ڈال دے شادی دیو نے بموجب حکم حضور کے اُس
قدح کا پانی تالاب اناساگر مین ڈال دیا پانی کے ڈالتے ہی زمین
سے پانی جوش کہا کر اُبلا تالاب لبالب ہوگیا۔ غزل۔

تم واقفِ حکم خدا اے جہان سلطان الہند غریب نواز
تم کاشف سب نہان و عیان سلطان الہند غریب نواز
ہے حکم تمہارا حکم قضا ہر شاہ تمہارے در کا گدا
لازیب تمہین ہو شاہِ شہان سلطان الہند غریب نواز
جس شخص کی تم امداد کرو دم بھر مین اوسے دل شاد کرو
اوسپر ہی ہو افضل رحمٰن سلطان الہند غریب نواز
گردون کی سدا ہین ظلم و ستم آیا ہے شہا ہر آنکھ مین دم
کب تک مین کرون فریاد و فغان سلطان الہند غریب نواز
کرتا ہون اگر عرض مطلب واللہ خیال ہو پاس ادب
مرا حال حضور پہ سب ہے عیان سلطان الہند غریب نواز
جسپر ہو نگاہِ لطف و کرم سب دور ہو اوس کا رنج و الم
سکہ ہے تیرا دنیا مین رواں سلطان الہند غریب نواز
یہ قیتم ترا دنیا و دم افعال سے اپنے ہے نادم
تیرے ہاتھ ہے چارۂ درد نہان سلطان غریب نواز

کتاب مونس الارواح سے اس طرح منقول ہے کہ ایک برہمن تھا جس سے

پتھورا نہایت اعتقاد رکھتا تھا اور باعث دولت اقبال اُس جن کے
طفیل سے اپنا جانتا تھا بمجرد تشریف آوری حضرت خواجہ صاحب کے
جن مذکور خدمت مین حاضر ہوکر اعتقاد لایا اور آپنے نام اوسکا عبداللہ
عرف شادی رکھا اوسدم آپنے اوس جن کو حکم چھاگل لانیکا دیا شادی جن
چھاگل اوٹھا لایا آپنے اوس چھاگل سے تھوڑا پانی تالاب اناساگر وسیلہ
کیطرف ڈالدیا حکم الٰہی سے کل چاہ وچشمے پر آب ہوگئے اور یہی آپنے
دعا کی کہ راجہ کے اونٹ اوٹھکر کھڑے ہوسکے یہ مشاہدہ اس کرامت سے
جو بہ حضرت خواجہ صاحب سے ظاہر ہوے اور ایمان لائے جن سے مخالف
کف افسوس ملنے لگے اور نہایت حیران ہوکر کہنے لگے کہ ہمنے تمام عمر پرستش
اس جن کی اور خدمت گذاری اجے پال کی کری خزانہ کثیران کے اصراف مین
خرچ کیا لیکن حیف ہے کہ اُن سے کچھہ بھی مطلب نہ نکلا آخر کار اجے پال
جوگی نے عرض کی کہ آپنے بارگاہ ایزدی مین کیا منصب پایا ہے اور کس مقام
والا تک آپکی رسائی ہے آپنے فرمایا کہ اول جو بات تونے حاصل کی ہے
وہ دکھلا اوسوقت اجیپال نے پوست آہو کو ہوا پر ڈالا وہ مرگ چھالا ہوا
پر کچھہ گیا بعد اسکے حبس دم کرکے ایک جست کی اور اوس پوست پر جا بیٹھا
یہ حال دیکھکر پتھورا اور اوسکے ہمراہی بہت خوش ہوے۔ جسوقت اجیپال
فلک پر اڑ رہا تھا تو حضور مراقبہ مین تھے جب کچھہ عرصہ گذرا ارشاد ہوا کہ
اجیپال کہان تک پہنچا خدمت گذارون نے عرض کیا کہ برابر ایک [illegible]
کے دکھلائی دیتا ہے بارِ دیگر پھر ایک لحظہ کے عرض کی کہ اب نظرون سے
غائب ہوگیا اوس وقت حضور نے اپنی نعلین چوبین کی طرف اشارہ کیا
فوراً اون ہوا چوبین اڑ رفتہ رفتہ اجیپال تک پہنچکر سر کوبی شروع کی آواز [illegible]

اور شور و فریاد و بیداد جیپال کی عاجزین نے ستی آخرکار زود ضرب کری
ہوئین اوسکو زمین پر لائین۔ غرض اجیپال قدم مبارک پر گر گیا امان چاہی

اے مرے خواجہ پیارے بے خبر — خواجہ عثمان کے دلارے بے خبر
چھوڑ کر یہ آستان جائین کہان — ہو چکے ہین ہم تمہارے بے خبر
آپڑی کشتی بھری گرداب مین — تم بنا کسکو پکارے بے خبر
اے ظہور نور حق بندہ نواز — قبلہ و کعبہ ہمارے بے خبر
ہون پیاسا شربت دیدار کا — ساقی کوثر کے پیارے بے خبر
تم بناؤ کون میرا دستگیر — عرش اعظم کے ستارے بے خبر
عشق نے پھونکا ہے سارا تن بدن — اٹھتے ہین دل سے شرارے بے خبر

ہر طرف سے پھر پھرا کر یہ فقیر
آپڑا در پر تمہارے بے خبر

روایت ہے کہ جب حضرت خواجہ بزرگ نے نعلین کو مرکوبی سے منع فرمایا
جوگی اجیپال عرض کرنے لگا کہ اب امیدوار اس بات کا ہون کہ حضور بھی اپنا
رتبہ عالی دکھائین آپنے وہین مراقبہ کیا اور روح پر فتوح نے عالم بالا کو عروج
کیا چونکہ جیپال نے بھی بہت کچھ ریاضت شاقہ سے قوت استدراج حاصل
کی تھی اوس نے بھی مراقبہ کیا اور روح اوسکی عقب روح پاک حضرت خواجہ
کے چلی جب قریب آسمان اول کے پہونچے حضور کی روح مقدس تو بالائے
آسمان عرش پرواز ہوئی اور اجیپال کی روح آسمان کے نیچے رہ گئی مطلق راہ
نہ ملی اوسوقت پھر عاجزی و زاری شروع کی آپنے ترحم فرمایا اور ہمراہ خود عالم
بالا کو لے گئے اور زیر عرش برین پہونچے بہ برکت روح مطہر حضرت خواجہ بزرگ
کے حجاب اجیپال کی روح کے سامنے سے اوٹھا لیا گیا پس تعظیم اور ادب

فرشتگان ملاء علی کا حضور کی روح کے ساتھ جیپال کی روح نے کرتے دیکھا
بہت ندامت ہوئی جبکہ روح منور نے اوس جگہہ سے ارادہ بازگشت کا کیا اور
آسمان اول تک واپس آئی دوسری بار پھر ارادہ عروج کیا جیپال نے بہی
ثانیاً استمداد ہمراہی رکاب چاہی اور یون گویا ہوئی ؎

برقع کو ٹک اوٹھا دے قربان تیرے خواجہ ؛ مکھڑا مجھے دکھادے قربان تیرے خواجہ
یہ مجھسے التجا ہے حق تک رسائی ہوئے ؛ وہ تو بتا دے قربان تیرے خواجہ

عرض کی کہ مجھکو یہان تنہا نہ چھوڑ کس لیے کہ حضور کے ہمراہ رہکر قدرت کے
عز جل وعلی کی دیکھون آپنے فرمایا کہ تو لایق سیر اون مقامات کے
اوسوقت ہوگا جب صدق دل سے خدا اور اوسکے رسول پر ایمان
لاوے گا۔ اجیپال نے بصدق تمام قبول کیا اور کہا کہ مین مسلمان
ہوتا ہون لیکن امیدوار اسبات کا ہون کہ تا قیامت زندہ رہون آپنے
دعا کی اور دست مبارک اجیپال کے سر پر پہیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی
تو زندہ رہیگا اجیپال کلمہ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا
اوسوقت حضور کی روح نے روح جیپال کو ہمراہ لیکر عروج کیا یہان تک
کہ قریب عرش اعظم کے پہنچے۔ الغرض عجائب وغرائب آسمانوں کے ملاحظہ
فرما کر مراجعت کی آپ نے چشم حق بین مراقبہ سے کھولی کہ جیپال کلمہ طیب کہتا
ہوا حضور کے قدمون پہ گرا اس عرصہ مین واسطے حق وباطل کے ایک خلقت
جمع ہوگئی تھی جب یہ حالت اجیپال کی راے پتھورا نے دیکھی سخت حیران
اور از حد پشیمان ہوکر اپنے گھر گیا کہتے ہین کہ اجیپال ابتک زندہ ہے اور
کوہستان اجمیر شریف مین سیر کرتا ہے اور ہر روز زیارت روضہ شریف کیواسطے
آیا کرتا ہے زمانہ جاہلیت مین جیپال مقام پر کہ رہتا اور کھڑے کھڑے ریاضتین

کرتا تھا اب تک اجمیر کے غربی تین کوس کے فاصلہ پر موجود ہے اور نام اوس کا عبداللہ بیابانی مشہور ہے اکثر مردمان نواحی اجمیر سے سنا ہے کہ ہم راستہ بھولگئے تھے عبداللہ بیابانی نے ہمکو راستہ بتایا اور بعضوں نے وقت شب درگاہ شریف کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اوسے جوگیانہ وضع سے اوس آستانہ میں جاتے ہوئے دیکھا ہے الغرض راجہ اجمیر نے یہ حالات وکرامات حضرت خواجہ غریب نواز قدس اللہ سرہ العزیز کے سنے اور دیکھے تھا منفعل اور نادم و خجل ہوکر شہر کو واپس چلا گیا اور آپ سے کچھ مزاحم کسیطرح کا نہ ہوا آپنے اوس مقام پر قیام فرمایا اور ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ ایک روز آپنے راجہ اجمیر کو بہت ہدایت کی مگر اس کے قلب پر کچھ اثر نہوا فرمایا کہ تو کسیطرح باز نہ آئیگا جا تجکو لشکر اسلام انشاء اللہ تعالیٰ قتل کردیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے عرصہ میں حضرت سلطان شہاب الدین بادشاہ کو عالم رویا میں آگاہ کیا اور حکم دیا سلطان نے چڑھائی کی اور دہلی و اجمیر کو فتح کرکے راجہ پرتھی راج کو قتل کرکے واصل جہنم کیا اور اس کے لڑکے جھوڑا کو زندہ گرفتار کرکے اسلام کا ڈنکا بجایا اور دین اسلام پھیلایا۔ غزل

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز

یا داقف راز خفی و جلی سلطان الہند غریب نواز

آگاہ ہو میرے حال سے تم گم کردہ خرد ہوں ہوش ہیں گم

دشمن ہیں سب آزار وہی سلطان الہند غریب نواز

فریاد تمہیں سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی

ہو داد طلب کی دادرسی سلطان الہند غریب نواز

شد عیش و طرب سے کے پھیر لیا دن رات نے غم نے گھیر لیا

سب دور ہون میرے رنج و لی سلطان الہند غریب نواز

سینہ ہوا میرا خمخانۂ عشق دل او جگر پیمانۂ عشق
اسے عاشق زار خدا و نبی سلطان الہند غریب نواز

لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اور اس دریا کی قسم
آیا ہون لیئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز

کیا میری زبان کیا میرا بیان ہین ہیچمدان تم پر قربان
کہتے ہین ملائک تمکو سبھی سلطان الہند غریب نواز

یہ داغؔ کہان تک رنج سہے تم سے نہ کہے تو کس سے کہے
تم آل نبی اولاد علی سلطان الہند غریب نواز

شجرۂ طیبہ قادریہ ۱۳۲۵ ہجری اجمیر شریف

سلسلہ خلافت داد مولانا کلن شاہ صاحب شوکی دہلوی حال
[illegible] پوری و اجمیری ملقب عطیہ بحضرت محمد فخر عالم صاحب جناب پیر دستگیر
و شفیع میر مجیبی قادری یہ محمد افتخار عالم شاہ - بہو نہار شاہ محمد فخر عالم مجیبی
قادری غفر اللہ عنہ - الٰہی بحرمت راز و نیاز واقف علم خفی و جلی سلطان
المشائخ واقف ظاہری کاشف باطنی حاجی حرمین شریفین زائر روضہ
رسول الثقلین حضرت مولانا شاہ طالب حسین صاحب حسینی قادری
رحمۃ اللہ - الٰہی بحرمت باقی باللہ اسرار الاسرار معانی حضرت شاہ الٰہی بخش
[illegible] قدس اللہ سرہ - الٰہی بحرمت حضرت سلطان العارفین زبدۃ الکاملین
[illegible] المسلمین نائب جناب سید المرسلین قطب الاقطاب مولانا شاہ
[illegible] الرحمٰن [illegible] - الٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس اللہ سرہ

الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ غلام دوست صاحب قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت قطب الاقطاب سید شاہ عبداللہ بالشوی قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ عبدالصمد صاحب خوش نما قدس اللہ سرہٗ۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ ہدایت صاحب قدس اللہ سرہٗ۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ حسین صاحب قدس اللہ سرہٗ۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ امان اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابراہیم بھکری صاحب قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت ابراہیم صاحب ملتانی قدس اللہ سرہٗ۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ فرید صاحب قدس اللہ سرہٗ۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ جلال الدین صاحب قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ سید محمد صاحب قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ بہاء الدین صاحب قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابوالعباس صاحب قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ حسن صاحب قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ موسیٰ صاحب قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ سید یحییٰ صاحب قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ سید احمد صاحب قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ سید محمد قدس اللہ سرہٗ۔
الٰہی بحرمت حضرت شاہ سید ابوصالح صاحب قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت عبدالرزاق صاحب سیدنا اولاد حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس اللہ سرہٗ
الٰہی بحرمت حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ۔

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید المبارک المخزومی صاحب قدس اللہ سرہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن علی المنکاری صاحب قدس اللہ سرہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی صاحب قدس اللہ سرہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالواحد صاحب بن عبدالعزیز تمیمی قدس اللہ سرہ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوبکر شبلی صاحب قدس اللہ سرہ۔
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی صاحب قدس اللہ سرہ

ایک۔ نوٹ۔ یہ تین بزرگوار کے نام بوجہ ملنے شجرہ مذکور بوسیدہ کے
دو۔ شجرہ میں نہیں آئے جن صاحب کو خدا توفیق نیک
تین۔ عطا کرے وہ اس کتاب میں ترتیب وار لکھدیں والسلام

الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ حبیب عجمی صاحب قدس اللہ سرہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری صاحب قدس اللہ سرہ
الٰہی بحرمت حضرت علی موسیٰ رضا صاحب صلواۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت امام موسیٰ کاظم صاحب صلواۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق صاحب صلواۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت امام محمدؐ باقر صاحب صلواۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت امام زین العابدین صاحب صلواۃ اللہ علیہ۔
الٰہی بحرمت حضرت امام حسین صاحب شہید دشت کربلا صلواۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت شاہ اولیا امیرالمومنین علی ابن ابوطالب صلواۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت حضرت احمدؐ مجتبیٰ محمدؐ مصطفےٰ شفیع الوریٰ امام الہدیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

گناہان ار امتند ولی | بیا مرزو ایخانش بے خیر گردان

آمین آمین یارب العالمین۔

اسم ہائے ہمراہیان وشاگردان مع چار خلیفہ خاکسار مولانا کلن شاہ شوقؔ مولود خوان بجے پوری مولف تالیف کتاب ہذا بنام محفل خواجہ۔ نام اول منشی امیر محمد صاحب امیرؔ خلیفہ دوم منشی فتح محمد صاحب طوفیؔ

خلیفہ سوم محمد خان صاحب گارڈ

خلیفہ چہارم مظفر علی عرف کلن خورد صاحب شاگرد رشید۔

نام ہمراہیان مولود شریف

محمد حفیظ اللہ صاحب ۔ میر احمد علی صاحب۔ میر احمد علی صاحب ثانی
محمد حفیظ اللہ صاحب ثانی۔ شہاب الدین صاحب۔ مرزا محمد بیگ صاحب
عبد الرحمن صاحب۔ محمد عبد الکریم صاحب مضطر۔ مولا بخش صاحب۔
میر گوہر علی صاحب ۔ رحیم بخش صاحب ۔ عبد الکریم صاحب ثانی
روشن بیگ صاحب۔ یاسین خانصاحب ۔ برخوردار محمد۔
عبد الرزاق صاحب۔ محبوب علیخانصاحب عرف میاں کلو پسر احمد۔
فیض محمد صاحب ۔ لعل خان صاحب اجمیری۔ قربان بیگ عرف کلن۔
نام ہمراہی شریک آمین کئے۔ کس لئے محفل ہے خواجہ صاحب کی۔

فصل دوم بیان اکل حلال میں

نقل ہے کہ ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ نے جب محبت خدا کا مزہ پایا اور اکل حلال کو جی للچایا تب لذت اور حکومت دنیا سے دفعتہً دل گھبرایا تو یکبارگی حب دنیا اور سلطنت کو چھوڑ خیال کیا کہ خراسان میں اکل حلال میسر نہوگا ملک

عراق کو گئے اور اوسکے چارون طرف پہرے کہین اکل حلال نملا لاچار ہوکر
ملک طرطوس کو گئے وہان پر باغبانی دس درہم ماہواری کی اختیار کی ایکدن
مالک باغ باغ مین آیا اور انار شیرین طلب کیا حضرت ابراہیم جلد ایک
انار سامنے لائے وہ ترش نکلا کہ ہمنے شیرین انار منگایا تھا کہ ترش پھر آپ
اور خوش رنگ انار میٹھا سمجھکر لائے اتفاقاً وہ بھی کھٹا نکلا پھر تو مالک
باغ نے ترش ہوکر کہا کہ شیرین انار کیون نہین لاتا ہے۔ حضرت ابراہیم
نے ناخوش ہوکر بکمال شیرین کلامی سے کہا کہ صاحب مین کیا جانون شیرین
کونسا ہے اور ترش کونسا ہے مین میوہ رکھنے کا نوکر ہون یا میوہ کھانیکا
یہ سنکر مالک نے از روے طعن کہا کہ تو مدت سے باغبانی کرتا ہے اور
میٹھے کھٹے کو اب تک نہین جانتا ایسا کیا تو ابراہیم ادہم ہے جو ایسی دیانت
داری اور پرہیزگاری مین دم مارتا ہے پس یہ سنتے ہی آپنے نوکری چھوڑ
دی اور کنجی باغ کی پھینک دی مالک نے اوسوقت جانا کہ یہی ابراہیم ہین
پھر اوس نے ہر چند معذرت اور خوشامد کی آپنے قبول نہ کی اور فرمایا پہلے
تو ضروری تھی اور اب بزرگی ہے۔ ہم محنت کا کھاتے ہین تقوی وطہارت
کو نہین بیچتے پھر آپ وہان سے ملک شام کو گئے وہان شفیق بلخی سے
ملاقات ہوئی کہا اے برادر ابراہیم کیا حال ہے۔ فرمایا کیا کہون اکل حلال
کی تلاش مین شہرون شہرون جنگلون جنگلون پہاڑون پہاڑون مارا مارا
پھرتا ہون کہین میسر نہین آتا۔ حکایت نقل ہے ابراہیم ادہم سے کہ ایکمرتبہ
مین نے نماز عشا بیت المقدس مین پڑھی جب سب نمازی چلے گئے اور رات
زیادہ گئی دو فرشتے آسمان سے اوترکر محراب کے پاس کھڑے ہوئے ایک نے
کہا کہ یہان کوئی آدمی معلوم ہوتا ہے دوسرا بولا کہ ہان ابراہیم ادہم ہے کہا وہ

ابراہیم ادہم بلخی کہ ہزار جانکاہ سے درجہ ولایت کو پہنچا تھا اور ذراسی لغزش مین اس درجہ سے گر پڑا افسوس ہے اُسکے حال پر دوسرے نے کہا وہ کونسی لغزش تھی کہا کہ ایک مرتبہ اوس نے شہر بصرہ مین چھوارے خریدے تھے اور ایک چھوارا زمین سے اوٹھاکر اپنا جانکر کھا لیا بسبب اس کے وہ اونچے درجہ سے گر گیا یہ سنتے ہی مین روتا چیختا ہزار خواری و زاری بصرے مین پہنچا چھوہارے والے سے چھوارے لیکر اوسکو واپس دیے اور اوس سے اپنا سب احوال مفصل بیان کیا اور پہلے اوس ایک چھوارہ کھا لینیکا بہی اوس سے اپنا قصور معاف کرا کر پہر بیت المقدس مین آیا اور بعد نماز عشا کے اوسی طرح سب لوگ چلے گئے اور رات زیادہ آئی وہی دو فرشتے بطور سابق کے آئے ایک نے کہا کچھ یہان بو باس آدمی کی سی آتی ہے دوسرے نے کہا کہ ہان ابراہیم ادہم ہے بولا کہ وہ ابراہیم ادہم جو اپنے درجے سے گر گیا تھا اور پہر گریہ و زاری کرکے فضل الہی سے اوسی درجہ کو پہنچ گیا۔ حکایت ابراہیم شیبانی ایک بادشاہ روم سے نقل کرتے ہین کہ بہ ہدایت الہی بیٹا اوسکا مسلمان ہو گیا۔ آپ نے یہ خبر سنکر اوسکے مارنیکا قصد کیا جب لڑکے کو یہ حال معلوم ہوا فوراً دار الاسلام کو بہاگ گیا اور وہان عبادت الہی مین ساٹھ برس مشغول رہا۔ اتفاقاً بیمار ہوا مین اوس کا حال پوچھنے گیا دیکھا کہ خاک پر پڑا ہے اور کچھ اوسکے سرتلے دہرا ہے مجھکو کمال افسوس ہوا مین نے کہا کہ کسی چیز کو تیرا جی چاہتا ہے کہا ہان انار شیرین کو پس مین یہ سنکر پاس پڑوس سے لکڑی کاٹنے کو کچھ لیکر جنگل کو گیا۔ اور گٹھا لکڑیون کا لایا اور اوسکو بیچ کر انار شیرین لیا اور جلدی سے لاکر اوسکو دیا بولا کہان سے لائے مین نے تمام حقیقت اوسکی بیان کی کہا کہ جسکے ہتہیار سے تم لکڑی کاٹ کر لائے وہ

دریافت کرو کہ وہ شخص نیک چلن ہے یا بدچلن بعد دریافت حال معلوم ہوا کہ وہ بدچلن ہے پس اوسیوقت انار پھینک دیا کہ مین ایسے انار کو ہرگز نہ کہاؤنگا پھر مین نے ہرطرح سے اُسکو سمجہایا کہ مین بہت مشقت سے لایا ہون تمہارے دل کی آرزو تہی کچھہ خیال نہ کیا اور دلکی آرزو کو دل ہی مین مٹادیا۔ مصرعہ۔ اے بسا ارزو کہ خاک شدہ۔ پھر بعد تہوڑے عرصہ کے کہا کہ میرا دل ممشاد سے ملنے کو چاہتا ہے اوسی عرصہ مین ناگاہ کیا دیکھتا ہون کہ شیخ ممشاد افتاں وخیزاں چلے آرہے ہین جب قریب آئے مین نے دریافت کیا کہ آپ اپنے مقام سے کسوقت چلے تہے اور یہان سے وہ مقام کس قدر فاصلہ پر ہے کہا سات اٹھ منزل ہے بعد نماز مغرب الہام ہوا کہ فلان جوان بیمار تمہاری ملاقات کا مشتاق ہے اوسیوقت وہان سے چلا غرض کہ جوان اونکی ملاقات سے بہت خوش ہوا بعدہٗ جان بحق تسلیم کی۔ حکایت نقل ہے کہ ایک متقی خراسانی اکل حلال کی تلاش مین ملک شام تک گئے وہان کے لوگون نے کہا کہ سوائے حضرت حسن بصری کے قوت حلال کہین میسر نہین ہوگا تم چاہو سارے جہان مین پھرو تب یہ حسن بصری کے پاس گئے اونہون نے کہا کہ میرے پاس قوت حلال کہان مجھے لوگ فقیر جانکر کچھہ بہجوا دیتے ہین بعد تین دن کے حرام ہی حلال ہوجاتا ہے بقدر کہا لیتا ہون لیکن ہان گاؤن مین ایک شخص کے پاس اکل حلال سُنا ہے وہان جاؤ شاید ملجائے وہان گئے دیکہا کہ وہ شخص ہل جوتتا ہے اور بیلون کو پانی پلاکر باسانی اون سے تمام کام لیتا ہے سلام علیک کرکے اکل حلال اوس سے طلب کیا اوس نے کہا کہ اگر آپ تہوڑی دیر پہلے آتے تو اکل حلال ملجاتا اب نہین رہا اتفاق یہ ہوا کہ یہ میرا بیل دوسرے بیل سے لڑتا ہوا دوسرے کے کھیت مین چلا گیا

اور اوس کہیت کی مٹی اوسکے پاؤنمین لگ گئی اور میرے کہیت مین مل گئی اب ناج میرے کہیت کا قسم حلال سے نہ رہا مجبور ہون۔
حکایت نقل ہے کہ ایک پرہیزگار نے ہر چند اکل حلال تلاش کیا میسر نہ آیا جب شدت بہوک سے مرنے لگا ناچار ہوکر جنگل مین درخت کے پتے کہانے شروع کئے جب بہت روز اسیطرح سے گذر گئے اور آنتین پیٹ کی بالکل سبز ہو گئین ایک روز خواب مین الہام ہوا کہ اب تو پاک ہو گیا اور پیٹ تیرا سب برائیون سے صاف ہو گیا۔ غزل

جمالش از در و دیوار بینم | عیان در بار و در اغیار بینم
همه در ما و من پیوسته دانش | عیان زعشق را بردار بینم
یکے شد نزد من دنیا و عقبیٰ | همو در این و آن اظہار بینم
چون عبد و ہمون معبود در عشق | کہ وصل یار اندر یار بینم
همه را ذات از من شد بدیدار | کہ خود را ہر زمان در کار بینم
مسلمانی من در عشق کفر ست | کہ در وحدت سبحہ و زنار بینم

ولی از آتش دوزخ مخور غم
کہ چون موسیٰ جمال از نار بینم

غزل مولف

خودی کو مٹا تو خدا جب ملے گا | جلا اپنا دل دلربا جب ملے گا
جلو آتش ہجر مین عشق بازو | محبت کا تمکو مزا جب ملے گا
ملو نگا مین آنکہین تو چومونگا منہ سے | کہین یار کا نقش پا جب ملے گا
جو دریائے وحدت مین غوطے لگائے | تو اے دل دُر بے بہا سے ملے گا
جو ڈرتے ہین مرنے سے ہوئے نہ ہو گئے ہین | خبر اون کو کیا ہے کہ کیا جب ملے گا

اگر ہستی سے نیست ہوجائے اے دل　تعین کا پردہ اوٹھا جب ملے گا
تو ہو فخر عالم پہ قربان شوکی
خدا کی قسم ہے خدا جب ملے گا

باب سوم بیان نفس کشی مین

حکایت نقل ہے کہ ایک بزرگ موسم گرما مین اکیلے سفر کو نکلے اتفاقاً راہ بہول کر جنگل مین جا پڑے جب شام ہو گئی ناچار ہو کر راہ مین پڑے رہے روزہ سے بھی تہے وہین دو رکعت نماز شروع کی پہلی رکعت مین سورہ بقر اور دوسری مین آل عمران پڑہی نفس کو بہت شاق گذرا تنگ ہو کر کہنے لگا کہ شدت گرمی مین سفر کرنا اور اسقدر مشقت اوٹھا کر بہوکے پیاسے مرنا اور شام کو بہی روزہ افطار نکرنا کیا ضرورت تہا۔ پس نفس کی یہ حالت دیکھکر کہا صبر کر اس قدر بے قرار ہوا تنے مین کیا دیکھا کہ یکایک ایک شخص خوان مین کچھہ کہانا اور پانی سرد لایا بعد سلام علیک کے آگے رکھدیا کہا یہ کہانے بولا مجھکو خواب مین حکم ہوا کہ جلد اوٹھ اور جو کچھہ ما حضر ہو فلان مقام پر لیکر جا کہ ایک خاص بندہ خدا نے ابہی تک روزہ افطار نہین کیا ہے پس جو کچھہ حاضر تہا خدمت مین حاضر کیا پوچھا مکان تیرا کتنی دور ہے کہا کہ سات آٹھہ کوس ہوگا۔ نقل ہے کہ ایکمرتبہ حاتم اصم نے اپنے شاگرد سے گوشت منگایا وہ گوشت لینے گیا دیکھا کہ ایک بزرگ گوشت بیچتے ہین کہا کہ ایک دانگ کا گوشت دیجیئے اونہون نے گوشت تازہ اور زیادہ دے دیا جب وہ اصم کے پاس لایا دیکھکر بہت خوش ہوئے کہا ہر روز انہین سے لایا کر جب حاتم دوبارہ گوشت لینے گیا گوشت بیچنے والے بزرگ نے کہا تو

ہر روز گوشت کہاتا ہے کہا مین نہین کہاتا ہون بلکہ حاتم اصم کے واسطے لیجاتا ہون تب تو اون بزرگ نے متعجب ہو کر کہا کہ حاتم پر بڑا افسوس ہے جو جی چاہتا ہے وہی کہاتا ہے مجکو تیس برس گوشت بیچتے گذرے آجتک گوشت کے مزے سے واقف نہین ہون اگرچہ افقر مجہکو بہت تنگ کرتا ہے **نقل** ہے ابوالقاسم قادسیہ سے کہ ایکمرتبہ قادسیہ مین رات کو آواز آئی کہ اے لوگو فلان جنگل مین ایک اولیا اللہ کسی مصیبت مین گرفتار ہین جلد جاکر اونکی خبر لو کہ زیادہ دکہہ نہ پاوین یہ سنتے ہی سب شہر والے اوس مقام پر پہنچے دیکہا تو ابوالحسن نوری ایک گڑہے مین پڑے ہین سبنے اونکو بکمال ادب وحفاظت کے نکالکر سوار کرکے شہر مین لائے مین نے اپنے مکان مین اوتارا دو چار روز کے بعد اونہون نے پہر قصد سفر کا کیا مین نے کمال ادب سے عرض کیا کہ یا حضرت اسقدر مصیبت اختیار کرنے مین کیا حکمت ہے فرمایا مین مدت سے جنگل مین سیر کرتا پہرتا تہا جب شہر کے قریب آیا تو میرا نفس نہایت خوش ہوا کہ یہان ہمارے بہت دوست ہین خوب دعوتین کہائینگے اور چین اڑائینگے سب دکہہ سفر کے بہول جائینگے مجہکو اوسکی خوشی سے نہایت رنج ہوا کہ یہ حرف دعوت کہانے کے خیال سے اسقدر اب ہی اوچہلتا ہے اگر پاویگا تو خدا جانے کیا آفت وقیامت برپا کریگا مین نے کہا قسم ہے خدائے پاک کی کہ مین تجکو صورت بہی اس شہر کی از خود نہ دکہاؤنگا اگرچہ تو تڑپکر مرہے **نقل** ہے مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایکمرتبہ مین نے خواب مین دیکہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ فلان مقام پر ایک اولیا اللہ تیری ملاقات کے مشتاق ہین مین اول تو خواب کو خیال سمجہا بعدہٗ جب کئی رات برابر یہی خواب دیکہا پہر تو جلد اوس مقام پر گیا دیکہا کہ ایک بزرگ مسجد کے دروازہ پر

اذان کہہ رہے ہین جب وہ اذان سے فارغ ہوئے مین نے سلام علیک کی
کہا وعلیکم السلام اے مالک ابن دینار مین متحیر ہو گیا کہ انھون نے میرا
نام کیونکر جانا اتنے مین اونھون نے کہا کہ جسنے تمکو یہان بھیجا ہے اوسی نے
تمہارا نام بھی بتا دیا ہے۔ پھر بعد نماز کے مجکو اپنے گھر لے گئے اور روکھی روٹی
چوکی پھر سے آگے رکھی مین نے کہا اگر نمک ہوتا تو اوس سے لگاکر کھاتا
شیخ نے اپنے خادمہ سے اشارہ کیا وہ جلدی سے اپنا لوٹا گرو رکھکر نمک
لائے پھر مین نے روٹی کھاکر شکر خدا کیا کہ الحمد للہ مجھکو اسقدر صبر و قناعت
حاصل ہے کہ نمک کو بجائے سالن کرکے مزے سے روٹی کھالی یہ سنکر خادمہ
نے کہا سبحان اللہ اگر تم صبر و قناعت اختیار کرتے تو ہمارا لوٹا کیون گرو
رکھا جاتا ہم ستر برس سے نمک کو جانتے ہی نہین کہ نمک کیا چیز ہے یہ سنتے
ہی مالک ابن دینار نے ایک چیخ ماری اور روتے چلاتے کپڑے پھاڑتے
ہوئے جنگل کو چلے گئے۔

غزل

بوی خوش تو هر که ز باد صبا شنید — از یار آشنا سخن آشنا شنید
اینش سزا نبود دل حق گزار مین — کز غمگسار خود سخن ناسزا شنید
اے شاہ حسن چشم بحال گدا فگن — کین گوش بس حکایت شاہ و گدا شنید
سر خدا کہ عارف سالک بکس نگفت — در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید
ما بادہ زیر خرقہ نہ امروز میکشیم — کس دیر شد کہ گنبد چرخ این صدا شنید
ساقی بیا کہ عشق ندا میکند بلند — آنکس کہ گفت قصۂ ما ہم ز ما شنید
پند حکیم عین صواب است محض خیر — فرخندہ بخت آنکہ بہ سمع رضا شنید

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است بس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

غزل

مٹ نہیں سکتی وہ تحریر اپنے ہاتھ سے
لکھ چکا جو کاتب تقدیر اپنے ہاتھ سے

جو مقدر میں لکھا ہے وہ ہی ہوگا ضرور
لاکھ ہی کوئی کرے تدبیر اپنے ہاتھ سے

نور کی صورت بنا اور نور کے سانچے میں ڈال
حق نے کھینچی ہے تیری تصویر اپنے ہاتھ سے

صاف کر دل کو ہوش سونا روپہ ہے یہی
پھینک پارس سے اکثر اپنے ہاتھ سے

ہے کہاں دارا سکندر اور کہاں جمشید و جم
کر گیا کیا خاک عالمگیر اپنے ہاتھ سے

حکم لیلی جو سنا خوش ہو کے دونو پاؤں میں
ڈال لی مجنون نے خود زنجیر اپنے ہاتھ سے

ضبط کہتا ہے محبت میں تامل چاہیے
جوش کہتا ہے گریبان چیر اپنے ہاتھ سے

زندگی شوق کی غنیمت جان کر یاد خدا
پھر نہیں آتا گیا جو تیر اپنے ہاتھ سے

باب چہارم بیان ریاضت اور عبادت اہل اللہ میں

حکایت نقل ہے سروق ابن الادم کی کہ وہ ہمیشہ تہجد گزارتے تھے اور نماز میں اسقدر کھڑے رہتے تھے کہ پیر سوج جاتے تھے گھر والے یہ حال دیکھکر بہت گریہ وزاری کرتے تھے ایکبار انکی ماں نے نہایت تنگ ہوکر کہا کہ اے بیٹا اسقدر کیوں مشقت اوٹھاتے ہو اور اپنی جان ناتوان کو کس لیئے دکھہ دیتے ہو اللہ تعالی نے کیا تمہارے اکیلے ہی کے لیئے دوزخ بنائی ہے جو ایسا ڈرتے ہو بلکہ سارے جہان کے واسطے بنائی ہے۔ عرض کیا کہ بیشک آپ نے بجا فرمایا مگر بندہ کو ایک طرح بندگی سے غفلت نہ چاہیئے آگے اوسکے اختیار ہے غرض کہ جب وقت مرگ قریب ہوا زار و قطار رونا شروع کیا لوگوں نے کہا تم اسقدر کیوں روتے ہو تمام عمر تمنے عبادت الہی میں

گزاری کہا یہی تو ڈر ہے کہ اب وقت امتحان زبان کا ہے مبادا عمر بھر کی کمائی
برباد ہو جائے اور قہر الٰہی سر پر آئے نیکی بر باد گنہ لازم کا مضمون ہو جائے
واللہ عالم میں مستحق ثواب ہو یا لایق عذاب اسے کاش کیا اچھا ہوتا جو میں پیدا
ہی نہ ہوتا۔ شعر

کاشکے مادر نزادی مر مرا ۔۔۔ یا مرا شیر ی بخوردے در چرا

حکایت نقل ہے سلیمان وارانی سے کہ میں اکثر شب معمول نماز تہجد
میں مشغول تھا بعد فراغ غلبہ نیند سے ذرا آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک
حور سراپا نور نہایت شکیلہ وجمیلہ بزر وزیور وحسن وخوبی سے آراستہ و پیراستہ
اور اوسکے چہرہ کی چمک سے در و دیوار مانند آفتاب کے چمک رہے ہیں
میں دیکھکر متحیر ہو گیا کہ الٰہی یہ نور ظہور کس سراپا نور کا ہے یہ حسن وجمال ہے
یا خواب وخیال ہے کہ کبھی ایسا دیکھا نہ سنا پھر اوس نے مجھکو پیر سے ٹھوکر
مار کر جگایا اور کہا سبحان اللہ آپ خواب غفلت میں پڑے ہیں اور ہم
بہ انتظار صحبت میں کھڑے ہیں یہ سنکر میں فوراً اوٹھ کھڑا ہوا اور اوسوقت
کے سونے سے تائب ہوا اللہ اللہ اوس حسین کے حسن کا وہ عالم تھا کہ
اگر وہ ذرہ بھر جلوہ اپنا عالم میں دکھائے تو تمام عالم پر عالم بے ہوشی چھا جائے
پھر بولی اے بیتاب کیا تجھکو حقیقت اس آب وتاب کی معلوم نہیں جو اسقدر
بیقراری اور اضطرابی ہے میں نے کہا بخدا مجھکو آگاہی نہیں کہا ایکمرتبہ
تو گھر آئے جاڑے میں تو بکمال ادب نماز تہجد پڑھتا تھا اور خوف الٰہی سے
بصد بیقراری واضطراب چشم پر آب اور بیتاب تھا مجھکو حکم ہوا کہ فردوس
اعلیٰ سے جلد جا اور اوسکے سرخ آنسو کا اپنے چہرہ پر گلگونہ لگا پھر میں نے
ایسا ہی کیا چہرہ میرا مثل آفتاب کے روشن ہو گیا جیسا کہ اب تو نے دیکھا

نقل ہے ایک عورت رابعۃ العدویہ سے کہ وہ ہمیشہ اپنے نفس کو کہا کر
تین کہ یہ رات آخری ہے جسقدر ہوسکے یاد الہی کر لے کل دنیا سے کوچ ہو
سوائے حسرت کے ساتھ کچھ نہ جائیگا اسیطرح دم دلاسا نفس کو دیتے ہو
اور سب کا دل اوس سے بخوبی لے تین بعد نماز صبح دن کو بھی ایسے ہی دم دے
عبادت الہی بہت خوشی کے ساتھ بجا لاتین جب نیند کا غلبہ ہوتا تو گھر مین
ٹہلتین اور نفس کو بہلاتین اور کہہ تین یہ ذرا سا سونا اور پہر اوٹھنا کس کام
کا ہے آخر بعد مرگ تا قیام قیامت خوب دل لگا کر ... ان عبادت الہی
مین گزارے اور کبھی سر تلے تکیہ رکھکر زمین پر بیٹھ نہ لگائی آخر اسی حالت
مین آپ رحلت کر گئین۔ اسیطرح حکایت نقل ہے رابعہ بصری کی کہ وہ
ہمیشہ شب بیدار رہتین اور چار سو رکعت نماز ادا کرتین پھر صبح کی نماز پڑھکر
کسیقدر سستی رفع کرنے کو ذرا جا نماز پر بیٹھ جاتین آنکھ لگتے ہی اوچھل پڑتین
اور اپنے نفس کو بہت لعنت ملامت کرتین کہ تو کب تک خواب غفلت
مین رہے گا کیا تجھکو خبر نہین ہے کہ موت سر پر تیار کھڑی ہے شعر
جاگنا ہو جاگ لے افلاک کے سایہ تلے حشر تک سویا کریگا خاک کے سایہ تلے
اور کرتہ موٹے کمل کا آپ پہنا کرتین لوگون نے بعد مرگ کے موجب و...
اوسین کفنا دفنا دیا کسی عورت نے رابعہ کو خواب مین دیکھا کہ ریشمین
کرتہ تکلف سے پہنے ہوئے ہین پوچھا کہ وہ کرتا کمل کا کہان ہے جواب دیا کہ
بدلے اللہ تعالی نے مجکو یہ عطا کیا ہے کہا اے رابعہ کوئی ایسی بات بتا
جس سے قرب الہی حاصل ہو فرمایا کہ یاد الہی سے زیادہ کوئی ذریعہ نہین
یاد ہے تو آباد ہے ورنہ برباد ہے۔ حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ
... نے سونے سے قسم کہائی چنانچہ چالیس برس تک لیٹنے کی نو...

نہ پہنچائی جب کبھی نیند غلبہ کرتی تو زانو پر سر رکھکر ذرا ہستی رفع کرتے تھے اور پھر بدستور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے جب قریب المرگ ہوئے اور نہایت تکلیف ہوئی تو لوگوں نے کہا ذرا دیوار سے ہی تکیہ لگا لو یا ذرا لیٹ جاؤ کہ ٹک آرام آجائے جواب دیا کہ اب مرتے وقت کیا عہد کو توڑوں اور دیوار کا سہارا لوں یہ کہکر جان بحق تسلیم کی غسل دینے والا کہتا ہے کہ یہ کثرت سجدوں کی آپ کی پیشانی پر نقش ہو گئے تھے۔ غزل

بسرت کہ جز سر زلف تو بسرم سرو گرے نشد
برخت کہ جز رخ تو گہے برخ دگر نظرے نشد

چو سگم کمین بہ سگان تو وز جملہ بے قدم وسے
بدرست کہ جز درپاک تو بدرِ دگر گذرے نشد

ہمہ شب ہمی گذرد مرا بخیال وصل تو تا سحر
من و آہ نالہ کہ یک شبے بوصال تو سحرے نشد

بغمت چو گریہ نمودایم وز اشک آمدہ قطرہ ہا
نہ بماند قطرہ اشک ما کہ ازان درو گہرے نشد

دل وجان صبر و قرار من بہ یک آمد تو ز دست رفت
متحیرم بہ چنین روش کہ بہ لقمہ تو خبرے نشد

غزل

گر بھلائی نہیں تو پھر کیا ہے	اور برائی نہیں تو پھر کیا ہے
دل میں دلبر کے عاشقو تم نے	کی رسائی نہیں تو پھر کیا ہے
مثل آئینہ دیکھو صورت کو	گر صفائی نہیں تو پھر کیا ہے
در دلبر پہ عاشقوں میں مدام	جبہ سائی نہیں تو پھر کیا ہے

دل کو آئے گا دل لگی کا مزا گر رسائی نہیں تو پھر کیا ہے
دل ہی گھر ہے خدا کے رہنے کا خود نمائی نہیں تو پھر کیا ہے
عاشقی میں بتوں کی اے شوکی
پارسائی نہیں تو پھر کیا ہے

باب پنجم بیان خوف جناب باری گریہ وزاری میں

حکایت روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ حضرت یحیی علیہ السلام خوف الہی سے اسقدر روتے تھے کہ تمام گوشت اور پوست رخساروں کا آنسوؤں سے اوڑ گیا تھا اور بیکار ہو گیا تھا یہانتک کہ دانت نظر آتے تھے مادر مشفقہ یہ حال اونکا دیکھکر زار زار رویا کرتیں اور آنسو کا دریا بہایا کرتیں لاچار ہو کر اون کے زخموں پر کپڑا رکھدیتی تھی پھر جسوقت حضرت یحیی علیہ السلام کے دل میں خوف الہی کا دریا جوش مارتا تھا آنکھوں کی راہ سے نالے بہاتا تھا تو زخموں سے سب کپڑے بھر جاتے اوس زاری ذوق خوف جناب باری سے حسب ارشاد جناب مولانا صاحب کے شعر
عشق صادق بر جمادی سے تند چہ عجب کہ بر دل دانا زند
پتھر کے جگر پانی ہو کر بہ جاتے غرض حضرت یحیی علیہ السلام کو دن رات روتے گذرتا تھا اور مادر مشفقہ کو اُن زخموں پر کپڑے رکھتے گذرتا تھا اور حضرت ذکریا علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب یحیی علیہ السلام ہوتے تو وعظ فرماتے کو اون کو ہرگز تاب عذاب قبر اور حشر کے سننے کی نہ تھی اتفاقاً ایکبار تہ مجلس وعظ میں حضرت یحیی اپنے سر چادر اوڑھے ہوئے ایک طرف چھپکے سمٹے بیٹھے تھے حضرت ذکریا علیہ السلام نے فرمایا دیکھو یہاں

یحییٰ ہے یا نہین چونکہ ایک شخص جو اشتیاق سننے ذکر اللہ بین ہمہ تن مصروف
تھا اور مانیہا سے بے ہوش تھا کسی نے کچھہ جواب نہ دیا معلوم ہوا کہ نہین ہین
پہر آپنے وعظ فرمایا اور عذاب دوزخ سے ڈرایا اور فرمایا کہ اللہ تعالی نے
دوزخ مین ایک گڑھا عظیم الشان بنایا ہے اوسکا نام سکران ہے اور ایک
پہاڑ بہت بلند بنایا ہے اوسکا نام غضبان رکھا ہے اور عذاب سخت سے
کوئی پناہ نہ پائیگا وہ شخص جو خوف جناب باری سے رات دن اشکباری
مانند بارش کے کرتا رہے گا پس یکایک حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ایک
چیخ ماری اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے جب ذرا افاقہ ہوا
روتے چلاتے کپڑے پہاڑتے سر مین خاک ڈالتے ہوئے جنگل کو چلے اور
تمام اہل جماعت زار و نزار بیحد بیقرار روتے چلاتے اون کے پیچھے ہوئے
مگر واللہ عالم وہ اہل نظر کہان نظر سے گم ہوگئے کسیکو نظر نہ آئے پہر یہ سب
راہ گم کردہ مجبور ہوکر واپس چلے آئے تو یہان ذکریا علیہ السلام بیہوش بیٹھے
ہوئے چلا رہے ہین پہر تو انکو ہاتہون ہاتھہ کمال حفاظت سے اون کے
گہر لے گئے پس مادر مشفقہ حضرت یحییٰ علیہ السلام یہ حال دیکھتے ہی دل مین
کہٹک گئین اور پریشان ہوکر پوچھنے لگین کہ اے لوگو میرا یحییٰ کہان ہے
سبنے وہ ماجرا واردات گذشتہ بیان کی پہر تو آپ خود لاٹھی ہاتھہ مین لیکر بادل
مضطر اونکا پتہ نشان پوچھتی ہوئین جنگل کو چلین تین رات دن برابر پہاڑ و
بن مین بہوکے پیاسے ڈھونڈھتی پہرین کہین پتہ نہ لگا اتفاقاً چرواہے بکریان
چراتے نظر آئے اون سے پوچھا کہ کوئی آدمی روتا چلاتا سر مین خاک ڈالتا
تمنے دیکھا یا کہین سنا ہے کہا کہ ہان کل شام کو اس پہاڑ کی طرف سے رونے
چلانے کی آواز آتی تھی کہ کوئی شخص کہتا ہے واسیدنا عذاب سکران سے

اور واویلا سختی غضبیان سے مجھکو نجات دے پس یہ سنکر فوراً اوس پہاڑ مین جا کر مادر شفقہ نے دیکھا کہ ایک گڑھے مین حضرت یحییٰ غمگین بیٹھے ہین اور سختی عذاب دوزخ سے واویلا کر رہے ہین مادر شفقہ نے کلیجہ سے لگا لیا اور بہت تسلی اور دلاسا فرما کے گھر لے آئین پھر گوشت روٹی اُن کے آگے رکھدی اور کہا برائے خدا وحق مادری کچھ کہاؤ اور ذرا سو لو کہ تمہارا جی ٹھکانے ہو جائے اور کلفت و پریشانی مٹ جائے کہ بہت خوار زار جنگلون مین بھوکے پیاسے پھرتے رہے ہو حضرت یحییٰ نے بپاس مادر شفقہ کچھ تھوڑا سا کھانا کھایا اور بہت روئے بعدہٗ کسیقدر نیند آ گئی صبح کو حضرت جبریل نے آپکو جگایا اور کہا اے یحییٰ خدائے تعالےٰ پیمبر رحمت کا ملا بھیجتا ہے اور فرمایا ہے کہ خاطر جمع رکھو تم عنقریب داخل جنت ہوگے اور بخوبی تمام وہان راحت پاؤگے اے یحییٰ اگر تو ایک نظر دوزخ کو دیکھتا تو اوسیوقت اوسکے خوف سے پانی ہو کر بہہ جاتا یہ سنکر حضرت یحییٰ بہت خوش ہوئے اور کودتے اوچھلتے جنگل کو چلے گئے پھر آپکی مادر شفقہ کو اون کا پتہ نہ لگا کہ کہان گم ہو گئے۔ نقل ہے کہ عتبۃ الغلام نے چالیس برس آسمان کی طرف منہ دیکھا اور نہ کسی نے انکو ہنستے دیکھا جب جوش محبت خدا مین آتے رونا شروع کرتے اور جب بادل آتا اور بجلی چمکتی تو دل بھر آتا۔ اور سارا بدن کانپتا اور ڈر کے مارے ہر دم اوٹھتے بیٹھتے اور کہتے جو آفت اور مصیبت دنیا مین آتی ہے وہ میرے ہی اعمال کی شامت سے ہے کہ سب کو خوار و ذلیل ہونا پڑتا ہے اے کاش اگر مین مر جاتا تو خوب تھا کہ سب آدمی آفت ناگہانی سے نجات پاتے جیسے سعدی علیہ الرحمۃ کسی بزرگ کا مقولہ نقل کرتے ہین۔ شعر

چہ بودی کہ دوزخ زمن پر شدی ٭ مگر دیگران را رہائی بدی

پہونچتے اے نفس بلاشک موت آنے والی ہے مقام تیرا قبر ہے اور ٹھکانا تیری دوزخ ہے اور نگہبان تیرے نکرین اور قاضی تیرا اللہ تعالیٰ ہے اور قید خانہ تیرا دوزخ ہے اور داروغہ اوسکا مالک ہے پس قاضی جسکا ایسا ہو نہیں دروغہ رشوت خوار نہیں قید خانہ ٹوٹنے والا نہیں پھر سختی عذاب سے نجات کیونکر ہوگی کیسے معلوم ہو کہ میں مستحق دوزخ ہوں یا لایق بہشت اس قسم کی باتیں کرتے تھے اور زار زار روتے تھے اتفاقاً ایک شخص خدمت میں آیا دیکھا تو ایک گوشہ مسجد میں بیٹھے ہیں اور ادھر ادھر پانی بہتا ہے خادم سے پوچھا کیا شیخ آداب مسجد نہیں کرتے جو وضو کا پانی مسجد میں بہاتے ہیں اس نے کہا یہ پانی وضو کا نہیں ہے بلکہ یہ چشمہ انکے چشموں سے بہا ہے پھر بعد مرگ کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا تمہارا کیا حال گذرا جواب دیا کہ فضل الٰہی کی کچھ انتہا نہیں اسقدر سکھ پایا کہ سارے دکھ دنیا کے بھول گیا اور رب العزت نے فرمایا اے میرے بندے تو کیوں اسقدر دنیا میں روتا تھا عرض کیا تیرے خوف سے ارشاد ہوا کیا تو نہیں جانتا تھا کہ اللہ تیرا رحیم و کریم ہے

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ منصور ابن دکین خوف الٰہی سے اسقدر روتے تھے جیسے کسیکا جوان بیٹا مرجائے اور وہ روئے اور چلائے کسی نے کہا اے شیخ کیوں ایسے زار زار روتے ہو کچھ تم دنیا دار نہیں مال و زر جمع کیا کچھ تھا ملامت و دنیوی سے محمد سے بچا ہے اور خود اتنی برس عبادت میں مشغول رہے ہو شیخ نے کہا کہ عبادت سب دیکھتے ہیں اور گناہ سوا میرے انکے کوئی نہیں دیکھتا کیا خبر ہے کہ میری کوئی عبادت قبول ہوئی یا نہیں ہوئی اسواسطے روتا اور گڑگڑاتا ہوں کہ اس بندہ ناچیز کی ناچیز بندگی قبول

فرماوے اور میرے گناہون سے درگذر کرے یہ کہکر اپنے بیٹے کو وصیت کی
وقت مرگ منہہ میرا جانب قبلہ کر دینا پسینہ منہہ پر اور آنسو آنکھوں میں جب جاری
دیکھو تو ساتھہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مدد کرنا اللہ تعالی کی ذات
سے امید ہے کہ میرا خاتمہ بخیر ہوگا اور بعد دفن کے باواز بلند کلمہ لا الہ الا اللہ
محمد الرسول اللہ پڑہنا کہ جواب نکیرین سے آسانی ہوگی اسکے پاس نیکی
کا نام نہین آئے بے اللہ اگر تو عذاب کرے گا تو مین اوسکے لایق ہون
اور اگر تو بخشدیگا تو تو اسکے قابل ہے یہ کہکر انتقال کیا وہ بیٹا سب
وصیت اونکی بجا لایا پہر دوسرے روز خواب مین دیکہا پوچہا کیا حال گذرا
اسے باپ میرے کہا کچہہ مت پوچہہ بڑا نازک مقام ہے بروقت حساب
مجہسے کہا کیا نیک کمائی لایا ہے مین نے کہا شتر دلیلین لایا ہون کہا
ایک بہی قابل نہین ہے یہ سنتے ہی تہرا گیا آپ سے کہو گیا حشر کا عالم
برپا ہوگیا پہر کہا اور بہی کچہہ لایا ہے مین نے کہا کہ ہان پیندرہ لڑائی کفار سے
لڑا ہون کہا یہ بہی قابل قبول نہین کہا اور بہی کچہہ ہے عرض کیا سو ہزار
درہم لا الہ اللہ دے مین حکم ہوا یہ بہی قبول نہین پہر تو مین بہت گبرایا کہ
اب کوئی صورت نجات کی باقی نہین جن چیزون پر بہروسہ تہا اونکا تو یہ
حال ہوا پس مایوس ہوتے ہی حکم ہوا اسے میرے بندے کیا تو بہول گیا
کہ تو نے ایک روز راستے مین سے کانٹا اوٹہا کر ایک طرف پہینک
دیا تہا اس خیال سے کہ مبادا کوئی راہ گیر ایذا پاوے اس سبب سے
ہم نے تجہکو بخشدیا۔ لہذا باقی سلسلہ حکایت جلد دوم کرامات غوثیہ مین

غزل

بیکارم و باکارم چون مد بحساب اندر گویا ئم خاموشم چون یکتا بہ کتاب اندر

گہ شادم و گہ غمگین از حال خودم غافل | میگریم و مے خندم چون طفل بخواب اندر
دریا رود از چشمم لب تر نشود ہرگز | این طرفہ تماشہ بین تشنہ است باب اندر
از منطق و از حکمت جز عشق نہ فہمیدم | چندانکہ نظر کردم شبہا بکتاب اندر
اے زاہد ظاہر بین از قرب چہ می پرسی | او در من و من در وے چون بوبہ گلاب اندر
در سینہ نصیر الدین جز عشق نمی گنجد | این سیر و تماشہ بین دریا بہ حباب اندر

غزل

ہے یہ رمز عاشقانہ جان جانا دیکھنا | خود تماشائی ہے وہ اور خود تماشا دیکھنا
کون بولا تھا انا الحق کسکو کھینچا دار پر | صفت میں منصور کو کر کے بہانا دیکھنا
شمع بنکر انجمن کو کس نے روشن کردیا | بنکے بلبل کون ہے پھر گل پہ شیدا دیکھنا
قیس بنکر کون تھا صحرا میں سرگرداں رہا | پردۂ محمل میں لیلی بنکے آنا دیکھنا
صورت فرہاد کس نے چھانے جنگل اور پہاڑ | حسن شیرین میں ہی تھا جلوہ دکھانا دیکھنا
نور کیا ہے نار کیا ہے خاک کیا ہے باد کیا | آب و آتش میں ہے یہ کسکا شرارا دیکھنا
صبح کیسی ظہر کیسا عصر و مغرب کیا عشا | بندگی حق میں زاہد وقت کا کیا دیکھنا
راز مخفی کہہ نہ دیوے عنبر سے اے دل کہیں | تیرا ہر دم بولنا اور یہ تڑپنا دیکھنا
عشق سے باہر قدم شوکی نہ رکھنا تو کہیں | کار مردانہ ہے یہ اے مردانہ دیکھنا

فصل تین بیان شادی مبارک حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ حضرت خدیجہ الکبری بنت خویلد بن اسد کے جمال النبی

کتاب جمال النبی سے مرقوم ہے کہ جب حضرت صلعم کی عمر شریف پوری

بیس برس کی ہوئی اور بعض راوی آپکی عمر مبارک پچیس سال کی ہوتی تحریر
کرتے ہین کہ ابوطالب کو آنجناب کی شادی کی فکر ہوئی تو ایک دن
حضرت سے کہا کہ بیٹا اب تم ماشاء اللہ جوان ہوگئے اور مین تمہارا
شادی کرنا چاہتا ہون مگر تنگ دستی سے مجبور ہون پر تمہین کچھ اونٹ
لے دون تم تجارت کرو اسمین جو خدا نفع دے اوس سے تمہاری شادی
کردون حضرت نے فرمایا بہتر ہے مجھے کیا عذر ہے ادہر تو چچا بھتیجون مین
یہ گفتگو ہوئی اور ادہر قدرت الٰہی نے کہا کہ مین پہلے ہی اس کام کے
سرانجام دینے کو تیار ہون۔ یہ رائے ہوکر حضرت جو اپنے چچا کے
پاس سے اوٹھکر کسی ضرورت سے کہین کو تشریف لے چلے اتفاقاً
اوس راستے ہوکر نکلے کہ جس راہ مین حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ
کا مکان تھا حضرت خدیجہ مال و منال و اطراف حسن و جمال مین مشہور
و معروف تھین اور اوسوقت تک دو عقد بھی حضرت خدیجہ کے ہوچکے
تھے مگر وہ دونون شوہر انتقال کر گئے تھے۔ اونکے انتقال کے بعد
مکہ معظمہ کے تمام امیر و تجار آپکے ساتھ عقد کا پیغام دے چکے تھے لیکن
حضرت خدیجہ نے کسی کو قبول و منظور نہین کیا تھا بلکہ کوئی شخص نظر
مین اپنے عقد کے لایق نہین آیا تھا اتفاق سے آپ اسیوقت اپنے
مکان کے بالاخانہ پر بیٹھی گذرگاہ کو ملاحظہ فرما رہی تھین اوسوقت
تک پردہ کا دستور بھی عرب مین نہ تھا پس یکایک حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہان آرا پر نظر کا پڑنا تھا کہ دل کا ہاتھ سے
جاتا تھا اور بے ساختہ ایسا کچھہ فرمانا تھا۔ شعر

یہ محبت کبھی ادہر سے ہویدا ہے اچھا دل کی کشش کہ گری آنکھون سے جاتے ہیں

بے خبر چلا کے دریائے الم میں ڈوبا — میری ڈوبی ہوئی کشتی کے سہارے آجا
میں بھی غش ہوا سنکے گروں عشق میں مثل بسمل — بے حجابانہ ذرا سامنے پیارے آجا
تا کجا بے خبرے ہوں حیران و پریشان آ تو — بال کھولے ہوئے زلفوں کو سنوارے آجا
شوق نظارۂ دلدار ہے ایسا غالب — دل میں تصویر ہو تم لب پہ ہمارے آجا
جان و دل تاب و توان عیش ز صبر و قرار — میرے پیارے میرے محبوب دلارے آجا

جبکہ دلبر ہے ترا دل ہی میں ہر دم شوکی
پھر بھی کرتا ہے عبث وصل کے چارے آجا

لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ نے پاس بیٹھنے والی عورتوں سے حضرت کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ جانے والے کون ہیں انہیں سے کسی نے کہدیا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب پس یہ نام سنتے ہی محبت کا دریا دل میں جوش مارنے لگا اور طبیعت نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ انکے ساتھ عقد ہونا چاہیے مگر یہ بات ابھی دل ہی میں تھی زبان پر نہیں آئی تھی کہ حضرت تو سر راہ قدم بڑھائے ہوئے تشریف لے گئے جبتک تشریف لیجاتے ہوئے نظر آئے ام المومنین کی ٹکٹکی حضرت ہی پر لگی رہی جب نظر سے غائب ہوئے تو دل بیقرار طبیعت گھبرائی اور اوس مجمع میں بیٹھنے سے وحشت ہونے لگی۔

الغرض ام المومنین باغ سے اوٹھکر مکان شاہانہ میں آئیں اور جس قدر عورتیں کہ اوس وقت آپکے ساتھ تھیں سبکو بڑی محبت اور اخلاق کے ساتھ رخصت کرکے آپ خلوت خانہ میں جا بیٹھیں اور اشعار ورد زبانکیا ہوا پڑھنے لگیں اسلیے کہ عرب کا بچہ بچہ شاعر ہوتا تھا عورت و مرد اپنی کی ہر بات نظم میں ادا کیا کرتے تھے غرض کہ آپ اوس خلوت میں ایسے ایسے اشعار پڑھتی تھیں اور طبیعت کو بہلاتی تھیں غزل مولف -

یہ کسکی زلف ناگن نے میرے دلمین لیا جھٹکا | کہ لا الہ الا ہو کا ہر دم چل گیا کھٹکا
امیری سے تو کیا نسبت شہنشاہی سے بہتر ہے | جو دربان ہے تیرے در کا گدا ہو تیری چوکھٹ کا
نہ دوزخ سے ہے ڈر مجکو نہ خوف حشر ہے دلمین | کسی کے عشق نے دل سے مٹایا ہر اسب کھٹکا
کرے سارے ثمر خوشبو تسے اپنے وجد مین آکر | لب غنچوں نے گلشن مین سنا نغمہ جو چیٹ چٹ کا
یہ کس نے آکے در پردہ نیا فتنہ اوٹھایا ہو | جزاک اللہ کیا کہنا ہے تیرے ایسے گھونگٹ کا
لٹا لٹکی ہوئی دیکھی جو اوسکے روئے انور پر | تو لٹ پٹ ہو گئے لاکہون غضب اس لٹ کا تھا لٹکا

سنبھل کر پاؤن رکھ شوقی یہ وہ دریائے وحدت ہے
پتہ اوسکا نہین ملتا قدم جس کا ذرا اٹکا

ادہر تو اُم المومنین کی یہ کیفیت ہے اور ادہر اس حال سے چار روز پہلے مکہ والون نے تجارت کے لیئے ملک شام کے سفر کا ارادہ کیا تھا اکثر لوگ اوسمین شریک تھے ابو طالب نے بھی اپنے قافلہ مین حضرت کے بھیجنے کا ارادہ کیا تھا اسی مین حضرت ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مال بھی تجارت کے لئے جانیوالا تھا مگر کسی امین کی تلاش ہو رہی تھی یہ فرما کر حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت حمزہ و زبیر بن عبد المطلب یہ تینون چچا حضرت کے جو قافلہ تجارت کے شریک جانے والے تھے اپنے بھائی ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ خدیجہ کو اپنے مال تجارت کے لئے امین کی تلاش ہے اور تم بھی اپنے بھتیجے کی تجارت کے لیئے فکر کر رہے ہو بہتر ہو گا کہ اگر خدیجہ قبول کرلے تو محمد بن عبد اللہ خدیجہ کیطرف سے امین معتبر ہو جائیں تمہین اونٹ کے لینے کی بھی ضرورت نہو یون ہی اسقدر اُجرت اور صلہ مل جائیگا کہ شادی کے لیے کافی ہو گا۔ حضرت سے بہتر کوئی امین نہین ہو سکتا اور خدیجہ کا قاعدہ ہے کہ جو امین کام دردمندی کا

کرتا ہو اُسکو صلہ معقول دیتی ہیں یہ رائے ابوطالب نے پسند کی اور اُسوقت تینوں بھائیوں کو ساتھ لیکر خدیجہ کے مکان کو روانہ ہوئے۔ جسوقت مکان پر خدیجہ کے پہنچے تو اوسوقت ام المومنین بیٹھی ہوئی اشعار درد انگیز پڑھ رہی تھیں۔ اشعار۔

دکھا دے جو بن عرب کے والی زہے ہجران جگر فگارم
نہیں ہے جینے کی آس تم بن اجل ستادہ بہ انتظارم
جو بیت بیتا دکھا رہی ہے یہ جان ہونٹوں پہ آرہی ہے
ہوئے ہو تم جیسے مجھسے نیارے ہیں خدارا چہ بیقرارم
کہوں میں کاسے یہ اپنی بیتا کرو کیسے لکو دکھایا دکھڑا
لگا کے تم پیاسے سکھ ہو چہ غم فتادہ بجان زارم
جلایا دریہ اسپنے ساجن جلایا برہا اگن نے تن من
یہی ہے دن رین من میں چنتا یہ کہیئے تو گذر ندارم

الغرض اُوہو خدیجہ لکبری یہ اشعار پڑھ رہیں تھیں ادہر ادہراں تینوں بھائیوں نے پہنچتے ہی دروازہ پر دستک دی پس دستک کی آواز سنتے ہی ام المومنین نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ جا دیکھ دروازہ پر کون ہے لونڈی نے آنکر دیکھا تو سرداران قریش کو دروازہ پر پایا دیکھتے ہی تیز قدم واپس اندر جا کر کہنے لگی کہ بی بی عرب سے سردار سید القریش کے بیٹے آئے ہیں نام سنتے ہی حضرت کی محبت نے اور بھی جوش مارا فرط محبت سے دل حضرت خدیجہ کا دھڑکنے لگا خدیجہ کرکے فرمایا فرش درست کر کے جلد اندر بلا کہا نا پیش کر دو عرب کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی کسی کے یہاں جاتا تو اول کہانا پیش کیا جاتا تا لونڈی نے جھٹ پٹ فرش درست کیا پہر ان چاروں صاحبوں کے استقبال کو آئی اور بلا کر لے گئی حضرت خدیجہ نے بڑی تعظیم و تکریم سے

ان چارون صاحبون کو بٹھایا پھر کھانا منگوا کر پیش کیا ان چارون صاحبون نے
قاعدہ کے موافق دو دو لقمے نوش فرمائے جب کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو حضرت
خدیجہؓ نے کہا اے سرداران قریش آپ نے آج کیون تکلیف فرما کر اس
غریب خانہ کو رونق بخشی اور کس ضرورت سے کرم فرمایا ہے۔ ابوطالب نے
کہا اے خدیجہؓ ہم ایک حاجت تمہارے پاس لائے ہین اور چاہتے ہین
کہ تم قبول کر لو کہنے لگین بسر و چشم ارشاد فرمائیے۔ کہا ہمنے سنا ہے کہ یہ قافلہ
تجارت جو یہان سے شام کو جانے والا ہے اسمین تم بھی اپنا مال تجارت
بھیجنا چاہتی ہو اور تمکو کسی امین معتبر کی تلاش ہے اگر ہم تمکو ایسا امین دین
کہ جو صدق و صداقت مین اپنا جواب اور دیانت و امانت مین اپنا نظیر
نہ رکھتا ہو تو تم قبول کرو گی کہنے لگین اے سرداران قریش بھلا کون ایسا
ہے جو ایسے امین کو پسند اور قبول نہ کرے گا مگر مجھے ان امین کا نام بتانا
چاہئیے یہ کلمہ حضرت خدیجہؓ کی زبان سے نکلتے ہی دل دھڑکنے لگا
اسلئے کہ ابوطالب کی تقریر سے سمجھ گئین تھین کہ یہ اپنے بھتیجے کے واسطے
کہین گے کیونکہ آنحضرت صداقت اور امانت داری مین ضرب المثل
تھے صادق امین آپکا لقب مشہور ہو گیا تھا الغرض ابوطالب نے جواب
مین کہا ہے کہ وہ امین ہمارے لخت جگر نور بصر محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہین کہ انکی صداقت انکی امانت و دیانت تمام مشہور ہے حضرت
خدیجہؓ نے جونہی نام نامی حضرت کا سنا دل کا عجیب حال ہوا ایسین
ایسا بیقرار ہوا گویا نکل پڑیگا۔ غرض خدیجہؓ کا حال مصداق اس شعر کا
ہو گیا۔ شعر

کیا کہون تمہین ماجرائے دردِ دل ۔ ہے عجیب لطف فزائے دردِ دل

ضبط ہو تمکو اگر اے زاہدو
حق یہ ہے حق سے ملائے دردِ دل

جب یہ کس کے عشق مین سوزِ دل
کر رہا ہے ہو وہائے دردِ دل

اوسکے در پر ایک دن لیجائینگے
دیکھ لینا جذبہ ہائے دردِ دل

سوزِ دل چھیڑا جو تونے اے طبیب
بڑھ گئی لطفِ فزائے دردِ دل

لطف جب ہے جاکے اوس دلدار کو
وردِ ہی اپنا سنائے دردِ دل

شعلہ جان سر بسودہ خوشک لب
سب یہ شوکی مین ہین اے دردِ دل

مگر باہمہ حضرت خدیجہؓ نے اپنی کیفیت کو ضبط کیا اور اپنے کو سنبھال کر جواب دینے کے لیے غور کرنے لگین تو طبیعت نے کہا یہ تو عین مقصود ہے کہ حضرت اس مال کے امین ہو جائین مگر اسی سلسلہ مین وہ جمال جہان آرا پھر نظر آجائے تو کیا خوب ہے۔ یہ خیال دل مین پیدا ہوتے ہی حضرت خدیجہؓ نے بکمال دانشمندی سے کام لیا ایسا جواب عاقلانہ اور حکیمانہ دیا کہ سبحان اللہ معاملہ معاملے کے طور پر طے ہو اپنی نہ بات جائے اور شیرین زبانی کا ذائقہ ہر دو طرف آئے کہنے لگین آپکا یہ فرمانا کہ وہ صداقت و امانت مین بے نظیر و بے عدیل امین ہے کا نام نہین بلکہ مین اس سے بھی زیادہ اونکو خیال کرتی ہون مگر صدق و صفا اور چیز ہے اور تجارت کے پیچیدہ معاملات سے سلجھنا اور سمجھنا دیگر بات ہے اسلیے یا تو تجربہ کار شخص ہونا چاہیئے یا ایسا کوئی دور اندیش معاملہ فہم ہونا چاہیئے کہ جو ہر موقع پر اپنے فہم سے اُس معاملے کے آغاز و انجام کو دیکھکر مصلحت اور غیر مصلحت تمیز کرے مجھے آپکے ارشاد کرنے مین اور آپ کے فرمان قبول کرنے مین کوئی تامل نہین ہے لیکن یہ کام جنکی ذات سے تعلق

پائینگا حب تک کہ روبرو مین خود اون سے گفتگو نہ کرلون اوسوقت تک
کچھہ نہین کرسکتی آپکو اس امر کا طے کرنا منظور ہو تو کو تکلیف ہو گی مگر
تہوڑی دیر کے لیے آپ انکو یہان بلوا لیجئے کہ آپ کے سامنے ہی یہ معاملہ
طے ہوجائے بات تہی معقول یہ سنتے ہی حضرت عباس بن عبد المطلب
اوٹھے اور کہا مین ابہی لیے آتا ہون حضرت عباس نے مکان مین آکر
دیکھا تو حضرت صلعم تشریف نہین رکہتے تہے آخر کوہ صفا پر پہنچے
دیکھا تو آپ وہان چادر تانے لیٹے ہوئے ہین اور ایک اژدہا نہایت
قوی حضرت کے سرہانے سر اوٹہائے ایک پتہ کسی درخت کا منہ مین
لیے آپ پر اوس پتہ کو اسطرح ہلا رہا ہے جیسے پنکہا جہلا کرتے ہین حضرت
عباس نے جو اژدہا دیکھا فرط محبت سے بیقرار ہوگئے بے تامل تلوار
نکال کر اوس اژدہے پر حملہ کرتے ہوئے ادہر سے تو اونہون نے حملہ کیا
اور اودہر سے اژدہے نے اس زور سے حملہ کیا کہ حضرت عباس کو غشی
طاری ہوگئی اور بے ہوش ہوکر چت گر گئے حضرت عباس کے گرتے ہی
حضور کی آنکہہ کہل گئی چچا کو بے ہوش دیکہکر اوٹھے اسی مین حضرت
عباس کو بہی افاقہ ہوا حضور نے پوچہا چچا کیا ہوا کہنے لگے ایجان عم مین نے
دیکہا کہ تم سوتے ہو اور ایک اژدہا تمہارے سرہانے کہڑا ہے مجھے یہ معلوم
ہوا تلوار نکال کر مین اوسے دفع کرنا چاہتا تہا کہ وہ ایسے زور سے مجہپر لپکا
کہ میرے ہوش وحواس زائل ہوگئے حضرت نے تبسم فرمایا اور کہا کہ چچا
اژدہا نہین ہے بلکہ اللہ تعالے نے ایک فرشتہ اس ہیئت کا میری حفاظت
اور خدمت کے لیئے ایسے موقع مقام کے واسطے مامور کر رکہا ہے کہ وہ اکثر
سوتے وقت جنگل مین میرے ساتھ رہتا ہے حضرت عباس نے سنکر حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی نورانی پر بوسہ دیا اور بہایت محبت سے اغوش مین لیا اور کچھہ اسطرح کا مضمون ادا کیا۔ **لغت**

نام محمد شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم — ختم النبی اور باعث آدم صلی اللہ علیہ وسلم
حور ملائک کہتے ہین یا ہم صلی اللہ علیہ وسلم — مومنو تم بہی سب کہو ہمدم صلی اللہ علیہ وسلم
معجز نمائی شق القمر ہین فرمانروائے جن بشر ہین — خلق کے سرور باعث عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سرور دین ہین حق سے قرین ہین ماہ مبین ہین و دلکمین ہین — نور خدائے حسن مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
دین کے سلطان صاحب قرآن رحمت یزدان بو کی گلستان — وصف ہین اونکا کیا کہین ہم صلی اللہ علیہ وسلم
شمس الضحیٰ ہین بدر الدجیٰ ہین یا الکہہ ہین کہف الوریٰ ہین — کون محمد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ابر سخا ہین بحر عطا ہین کان وفا ہین دل کی ضیا ہین — جوہر جان ہین مونس و ہمدم صلی اللہ علیہ وسلم
شرع ہے معنی اب کیا ثنا ہو ورد مین کستاخی جلا ہو — اللہ اللہ اسم معظم صلی اللہ علیہ وسلم

شوق کی خستہ منہہ ہے تیرا کیا وصف بیان تو کر سکے اونکا
جنکا ثنا گو خالق عالم صلی اللہ علیہ وسلم

غرضکہ حضرت عباس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت کچھہ صفت وثنا کی بعد اسکے کہا کہ اے جان عمر تمکو خدیجہؓ اپنے مال تجارت کا امین بنانے کے لئے بلاتی ہے اور کچھہ گفتگو تم سے کیا چاہتی ہے ذرا تھوڑی دیر کے واسطے چلے چلو فرمایا بہتر ہے یہ کہکر آپ حضرت عباس کے ساتھہ تشریف لے چلے جب قریب مکان حضرت خدیجہ کے پہنچے تو ایک عجب جلوہ قدرت الہیٰ کا ہوا یعنی حضرت خدیجہ اور حضرت کے تینون چچا جس مکان مین بیٹھے تھے اوس مکان کے روشندان مین سے ایکبار روشنی ایسی تابان ظاہر ہوئی کہ سب چوتک کے متحیر ہوگئے حضرت خدیجہ نے اپنی لونڈی سے فرمایا جاؤ دیکھو تو یہ روشنی کہان سے آئی وہ حکم سنتے ہی جو مکان سے باہر آئی تو کیا دیکھتی ہے

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے ایک نور ظاہر ہوکر شعاع
آفتاب کی طرح بڑھتا ہے اور حضرت خدیجہ کے مکان کی طرف جاتا ہے وہ
دیکھتے ہی تیز قدم واپس آئی اور کہنے لگی کہ بی بی جنکو آپ نے بلایا ہے وہ
آرہے ہین اونکے چہرے سے ایک روشنی اوٹھتی ہے اور بڑھکر اس روشندان
سے یہان آتی ہے یہ سنکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچاؤن کو تو حیرت
اور شادمانی ہوئی مگر حضرت خدیجہ کا حال قابل دید تھا جنکو یہ کیفیت پیش
آئی ہوگی وہ جانتا ہوگا کہ عاشق کے دل کا کیا حال ہوتا ہے لہذا حضرت
خدیجہ اس غزل کے مضمون پر گویا ہین - غزل -

تعالی اللہ کیا جلوہ ہو شان کبریائی کا | کہ شان احمدی مین ایک عالم ہے خدائی کا
وہی قدرت خدا کی ہی وہی اعجاز احمد کہ | اثران دونو نمین ہے ایک سا ہی حق نمائی کا

نثر - اور جب حضرت خدیجہ کو بیقراری زیادہ ہوتی تو فراق رسول مین ایسے کچھہ
اشعار زبان پر لائین اور دلکو بہلاتین - اشعار فراقیہ

غم ہجر نبی مین کیا کہون کیسی گذرتی ہے | حکایت مختصر یا رب بُرا ہو اس جدائی کا
خداوندا دو عالم ہی بہت کچھہ پاس گر ہوتے | تیرے ایک ایک شیدا کا ترے ایک سا فدائی کا

نثر - اور کبھی آنحضرت کے جمال جہان آراکو اپنے دل کے آئینہ مین دیکھتین اور
فرماتین -

عجب صنعت گری یہ کلک نقاش ازل نے کی | کہ کھینچا بندگی کے صفحہ پر نقشہ خدائی کا
محبت آپ سے حق کو بھی ہمکو بھی ہے لیکن | یہان ہے بندگی کا رنگ وان دعوی خدائی کا

نثر - اور جب حضرت خدیجہ کو اپنے حسن و جمال کا خیال اجاتا تو اپنی سہیلیون سے
کہتی کہ گو کہ مین ایسی خوبصورت اور اتنی بڑی مالدار ہون یہان تک کہ اپنے نکاح
میرے پیغام قبول نہ کیا اور نہ کوئی اجتک میری نظر مین میرے لائق آیا - مگر ملا شک

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات میں مجھسے بہتر اور افضل ہیں کہ اونکے حسن وجمال کے رعب نے میرے دل پر اسقدر قبضہ کر لیا ہے کہ بیان نہیں کرسکتی اور اسی پیچ کے پردے میں جس کام کو آپ انجام دینگے سب بجا اور درست ہوگا نظم

بجا ہے پردہ داری شان محبوبی کو لازم ہے
کہ اب سب کام پردے میں نبوت کا خدائی کا
نبی کے حسن کی ہر اک ادا نے جلوہ دکھلایا
جہان میں دلبری کا دل کشی کا دل کشائی کا
حدیث من رانی قد رای الحق صاف کہتی ہے
کہ میں نے کام پورا کر دیا ہے رہنمائی کا

لکھا ہے کہ ادہر تو سب اسی حیص وبیص میں تھے اودہر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا عباس کے ساتھ خدیجہ کے مکان میں تشریف لے آئے اور ابوطالب کے پاس تشریف فرمان ہوئے حضرت کا تشریف لانا اور جناب خدیجہ کے دل کا اپنے قابو سے نکلنا آپ چاہتی ہیں کہ کچھ بات کہوں مگر کہا نہیں جاتا حضرت کے حسن کا رعب محبت کا غلبہ دل پر قابو کئے ہوئے ہے حیرت چھائی ہوئی ہے نہ نظر کو تاب جمال نہ دل کو مجال خیال دیر تک سکوت کا عالم رہا۔ مخمس پر حال مضطر

ذرا پردے سے چھپا میں آ جانا جانان | لگی آگ دل کی بجھا جانا جانان
مرا دل لگی کا چکھا جانا جانان | مجھے اپنا جلوہ دکھا جانا جانان

مرے دل کی حسرت مٹا جان جانان

ہو آرزو دل میں خلد بریں کی | طلب ہو نہ کچھ آسمان و زمین کی

دلِ بے نوا تے نہ ٹہانی کہین کی ۔ نہ دنیا کی ہو کچہہ خبر اور نہ دین کی

کوئی جام ایسا پلا جانِ جانان

نہ کچہہ زہد پر ناز ہے یار مجہکو ۔ نہ زندا نہ مشرب ہے درکار مجہکو
یہی دہیان آتا ہے ہر بار مجہکو ۔ مین ہون تشنۂ دید دیدار مجہکو

ذرا خواب ہی مین دکہا جانِ جانان

کرے گا بہلا کب علاج اے مسیحا ۔ کرم کر کرم اتنو مجہپر خدارا
دکہا اپنا دیدار پہر نظارا ۔ مین ہون کشتۂ ناز دلدار تیرا

ذرا قم باذنی سنا جانِ جانان

نہ قاصد ہی جاتا نہ جاتی صبا ہے ۔ تری زلف کا رہین سودا ہوا ہے
مریض غم ہجر دیتا صدا ہے ۔ میرا خانۂ دل یہ ویران پڑا ہے

کبہی اسکو آکر بسا جانِ جانان

حسینون نے کیا دل لیا ہی نہین ہے ۔ و یا عشق مین تے کیا ہی نہین ہے
خدا جانے کیا بات ہے کیا نہین ہے ۔ کسی عشق مین وہ مزا ہی نہین ہے

تیرے عشق مین جو مزا جانِ جانان

بہت زار و مضطر ہے شوق سنبہالو ۔ یہ سینے مین کانٹا لگا ہے نکالو
ذرا اپنے پہلو مین اسکو بٹہالو ۔ مدینہ مین مضطر کو جلدی بلالو

نہین ہند مین کچہہ مزا جانِ جانان

آخر بعد تہوڑی دیر کے ابوطالب ہی نے کہا اے خدیجہ یہ میرے بہتیجے موجود ہین جو کچہہ دریافت کرنا ہو ان سے دریافت کر لو یہ سنکر خدیجہ نے اپنے کو سنبہالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مخاطب ہوکر پوچہا کہ آپ کے چچا آپکو میرے مال تجارت کا جو اس قافلہ کے ساتہہ ملک شام کو جانیوالا ہے

امین بنانا چاہتے ہین آپ کو بھی منظور ہے فرمایا ہان مجھے منظور ہے کہا
آپ میرے مال کی تجارت حسن اسلوبی سے کرسکین گے فرمایا کیون نہین
کہا آپ کو اونٹ کی سواری آتی ہے فرمایا آتی ہے کہا مین دیکھنا چاہتی
ہون فرمایا اونٹ منگواؤ۔ جاننا چاہیئے کہ اس گفتگو سے حقیقۃً حضرت
خدیجہ کو آپکا امتحان ہی منظور نہ تھا بلکہ شوق ومحبت کی اقتضا سے حضور
کے دل جان باکمال کو دیکھنا اور کلام قدسی نظام کا سنتے رہنا منظور تھا
اسلیئے اپنے غلام میسرہ نام کو بلاکر چپکے سے کسی اونٹ کا پتہ دیا کہ وہ اونٹ
طیار کرلاؤ حضرت خدیجہ کے اونٹون مین ایک اونٹ ایسا قوی ہیکل
اور اتنا سرکش تھا کہ کوئی اوسپر سوار ہوتا تھا یہان تک کہ وہ اونٹ مکہ
بھر مین مشہور تھا۔ الغرض میسرہ بموجب حکم کے اوسی اونٹ کو تیار کرلایا
حضرت عباس نے جو اوس اونٹ کو دیکھا جھلاکر کہا کیا اس اونٹ کے
سوا کوئی اور اونٹ اے خدیجہ نہ تھا کہ میرے بھتیجے کے پیچھے یہ اونٹ آیا ہے
ابھی حضرت خدیجہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ چچا کچھ مضایقہ نہین دیکھیے مین اسی پر سوار ہوتا ہون یہ فرماکر
جیسے ہی آپ اوس اونٹ کے پاس گئے اوسیوقت وہ اونٹ اپنا سر آپ
کے قدم مبارک پر اسطرح ملنے لگا جیسے سجدہ کرتا ہے یہ دیکھکر کچھ عورتین
حضرت خدیجہ کے ساتھ کہنے لگین۔ ھٰذا سحر عظیم۔ جناب خدیجہ نے
اونکو جھڑک فرمایا ھٰذا سحر بل ہو معجزہ ادھر تو یہ باتین عورتون مین
ہو ہی رہے تھین کہ ادھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اوس اونٹ پر
سوار ہو گئے تو وہ اونٹ حضرت کی رانون مین ایسا چلنے لگا جیسے کوئی
سدہا یا ہوا گھوڑا کسی شہسوار کے زانو مین چلتا ہے جناب خدیجہ کو ایک تو

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن وجمال نظر آیا اور اوس پر فضل وکمال معلوم ہوئے آتش محبت اور بھی بھڑک گئی دم بدم شعلے عشق کے دماغ تک پہنچنے لگے مارے محبت کے بدن کانپنے لگا قدم تھرانے لگے رعشہ تمام جسم میں پڑ گیا حیرت طاری ہو گئی اور کچھہ ایسا حال ہو گیا کہ غزل

ایسی دے عشق کی تو خدا میرے من میں آگ | لگجائے جسکے شعلے سے چرخ کہن میں آگ
صد حیف تو بھی لا نہ سکی بوئے زلف یار | واحسرتا صبا تیرے ایسے چلن میں آگ
بلبل ہیں شمع میں پروانہ زار ہیں | ہے یار تیرے عشق کی ہر پیرہن میں آگ
راز صنم تو خلق میں اظہار کر دیا | افسوس ایسے قیس کے دیوانہ پن میں آگ
یوں کب تلک جلائیگی دلکو تپ فراق | اک بار ہی لگا دے تو میرے بدن میں آگ
دلسے سنا کے وصف ذرا اپنے یار کا | شوکی لگا دے آج دل انجمن میں آگ

واضح ہو کہ یہ جو عشق حضرت خدیجۃ الکبری کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اسکو مجازی تصور کرنا سراسر نافہمی اور باعث کم عقلی کا ہے بلکہ آپ سے عشق ہونا حاصر حقیقی تصور کرنا چاہیئے کسواسطے کہ جسکا حسن وجمال خداوند لم یزل ولایزال کو پسند آوے اور پھر وہ ذات قدسی صفات اپنی خوبی کا جلوہ دکھاوے اور اپنی دلکشی ودلکشائی کی شان آشکارا کرے تو عشق جو قوت اپنی ظاہر کرے تھوڑی ہے۔ بالآخر اپنے دلکو حضرت خدیجہ نے قابو میں لیا اور کہا سبحان اللہ اب مجھے اطمینان ہو گیا کہ آپکو اونٹ پر سوار ہو کر منزلیں طے کرنا آسان ہے بسم اللہ تشریف لائیے مجھے اور کچھہ بھی دریافت کرنا ہے حضرت نے اونٹ کو بٹھایا اوترے جہاں تشریف رکھتے تھے وہیں پھر رونق افروز ہوگئے اور بھی سب اپنے اپنے قرینہ سے بیٹھہ گئے تو حضرت خدیجہ نے آپکو سفر دور و دراز قطع کرنا ہے اور اس سفر میں اکثر بڑے

آدمیون سے ملاقات ہوگی یہ لباس جو آپ پہنے ہوئے ہین امراؤن کے
قابل نہین ہے فرمایا یہی لباس میرے لیے کافی ہے اے خدیجہ۔ قطعہ
زیب مردونکی نہین ہوتی ہے محتاج لباس ٭ مرد کو چاہیئے علم و ہنر و فضل و کمال
جوہر ذات وہ جوہر ہے کہ جسکی قیمت ٭ کم نہین ہوتی کبھی اور نہین پاتا ہے زوال
نثر۔ حضرت خدیجہ نے پھر باصرار عرض کیا کہ مین لباس حاضر کرون قبول فرمایئے
فرمایا اچھا جناب خدیجہ نے میسرا کو ہاتھ سے کہکر دو جوڑے اپنے توشہ خانہ
سے طلب کئے ایک تو حضرت کے قد مبارک سے لانبا اور ایک اوچھا حضرت
نے قبول فرمائے جناب خدیجہ نے کہا انکو زیب قامت فرمائے دیکھ لیجئے اگر
کم و بیش ہون تو اور حاضر کرون فرمایا میرے جسم پر ہر کپڑا ٹھیک ہوتا ہے
بڑا ہوا ہو تو کم ہو جاتا ہے اور کم ہو تو بڑھ جاتا ہے کہنے لگین یہ تو بڑے تعجب
کی بات ہے مجھے بھی کر دکھائے تو یقین ہو فرمایا ان مین جوڑا میرے قد سے
بڑا ہے وہ لاؤ یہ سنتے ہی جناب خدیجہ نے کہا آپکو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ جوڑے
آپکے قد سے کم و بیش ہین فرمایا جسنے اونٹ کو میرا مطیع کر دیا اوسی نے
ہی بتا دیا اب تو صاف کھل گیا کہ خدیجہ نے قصداً چھوٹے بڑے جوڑے منگوائے
تھے الغرض بڑا جوڑا پیش کیا تو ٹھیک آیا پھر اسکو اوتار کر دوسرا جوڑا جو پہنا
تو وہ بھی ٹھیک تھا جناب خدیجہ یہ سب ماجرا دیکھتی جاتی ہین اور تکتکی لگی
ہوئی ہے آخر خدیجہ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ آپکے کمال کی کچھ انتہا نہین
درحقیقت اور صفاتون کی طرح جامہ زیبی بھی آپ ہی پر ختم ہے جاننا چاہیئے
محبت کا قاعدہ ہے کہ جب جمال محبوب کا دیکھنا نصیب ہوتا ہے تو عاشق
کے دل میں جو حصلہ طلب و دم بدم بڑھتا جاتا ہے پیری انہین ہدلتی۔ غزل
اثر جھیکون نہ اون پر نظر کی آہ در در اندمی گا۔

لیا ہو کام ہمنے جبکہ دل سے بیقراری کا
اوٹھا دو رخ سے اب پردہ کہ ہوں مشتاق ایجانان
ادا کا ناز کا انداز کا صورت تمہاری کا

تیرے انداز نے دلبر لیا ہی دل تو کس کس کا
ملک کا حور کا جن کا پری کا ذات باری کا

ہمارے ہاتھ خالی او رہے کشتی بحر عصیاں بیچ
تمہارے ہاتھ ہے لنگر ہماری شرمساری کا

جدہر کیں سرمگیں آنکھیں او سیکو لیا او لٹ مارا
ہوا قائل یہ شوکی بھی تمہاری طرح داری کا

بعد اسکے خدیجہ نے کہا اچھا اب آپ وہ سامان جو تجارت کو جانے والا ہے ملاحظہ فرمالیجیے اور اندازہ کر لیجیے کہ اس اسباب و سامان کو باسانی صرف تجارت کر سکیں گے یا نہیں مقصود یہ تھا کہ اور تھوڑی دیر جمال باکمال کی زیارت ہو جائے حضرت نے فرمایا اچھا لاؤ فہرست سامان کی منگوائی گئی اور سامان پیش کیا گیا ملاحظہ فرمائے حضرت نے ارشاد کیا یہ سامان و اسباب تو ایسا کچھ زیادہ نہیں ہے کہ جنہیں یہ فکر کرنا پڑے کہ اسکو کس ترکیب سے فروخت کرنا ہوگا۔ اب جناب خدیجہ نے چار و ناچار اونکی بیقراری کو ضبط کیا اور کہا بسم اللہ اب آپ یہ سامان لیجئے اور سفر فرمایئے۔ القصہ حضرت نے وہ سب اسباب جناب خدیجہ کے ملازموں سے اوٹھوا کر اور جبان تمام اہل قافلہ کا اسباب موجود تھا بھجوا دیا پھر آپنے اپنے چچاؤں کے ساتھ اوسنے کا ارادہ کیا اوسوقت جناب خدیجہ نے کہا جو بات نہ آپ کرلینے کے قابل تھی وہ رہ گئی اجرت اس امانت کی کیا ہوگی حضرت نے فرمایا پہلے ہی تو تمہاری طرف سے

امین بارہا تکے ہین جو قاعدہ مقرر ہو دیدینا کہا آپ کی شان اور اپنون کی
ہی نہین ہے فرمایا جب تمکو خود یہ خیال تو پھر مجھسے دریافت کرنے کی ضرورت
ہے جو مناسب سمجھو وہی مناسب ہے اور صاحب کیکو کیا معلوم کہ خود جناب
خدیجہ اپنے نفس نفیس کو نذر حضور کر چکی ہین اور دل وجان دین وایمان آپ
پر نثار فرما چکی ہین ان سب گفتگو کے بعد جناب خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ
کو حضرت کی خدمت کے لیے متعین کیا اور فرمایا میسرہ اپکے صرف مال کے
امین سردار قریش ہوتے ہین خبردار انکو امین نہ سمجھنا بلکہ مال کا مالک
جاننا میسرہ نے عرض کیا کہ حضور اگر آپ یہ حکم مجھے نہ دیتین تو بھی غلام
یہی سمجھتا اس لیے کہ حضرت کے جمال وکمال کو دیکھکر مجھے بھی کچھہ ایسی
محبت ہو گئی ہے کہ بیان نہین کرسکتا۔ الغرض حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم جناب خدیجہ سے رخصت ہو کر دولت خانہ پر تشریف لائے ابوطالب
نے کہا یہ سبیل اچھی نکل آئی اب زیادہ تردد کی ضرورت نہوگی قرینہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ خدیجہ قدر کریگی اجرت اور صلہ معقول دیگی چنانچہ دوسرے
دن قافلہ کی روانگی کا دن تھا صبح کو سب اہل قافلہ اپنا اپنا اسباب
لدوانے لگے حضرت بھی تشریف فرما ن ہوئے اسباب تھا زیادہ آپنے
میسرہ کو تاکید فرمائی ہرچند میسرہ نے جلدی کی مگر اسباب اسقدر زیادہ تھا
کہ دیر ہوتی گئی تو خود حضرت اپنا دامان کمر باندھکر اسباب لدوانے لگے
کسیقدر دھوپ گرم ہو چکی تھی حضرت عباس نے چاہا آپپر سایہ کرین ابھی
یہ ارادہ انکے دل مین ہی تھا کہ ناگاہ ایک ٹکڑا ابر کا آفتاب پر چھا گیا اور
سایہ ہو گیا حضرت عباس خوش ہو کر بولے ایجان عم تم تو اللہ کو ایسے
عزیز ہو کہ کسیکو اپنے اوپر احسانمند نہین ہونے دیتے بیشک اللہ کا پاک

آپ کو کسیکا احسان نہین اوٹھانا منظور تھا مین نے سایہ کرنیکا ارادہ ہی کیا تھا
کہ قدرتی سایہ ہو گیا۔ الغرض جسوقت اسباب سارے قافلہ کا رہچکا تو اہل قافلہ
روانہ ہوئے قافلہ کو پہنچانے والے ساتھ چلے مکہ معظمہ مین ایک حد مقرر تھی
اوس حد تک سب پیادہ پا گئے وہان پہنچکر تمام پہنچانے والے رخصت ہوکر
واپس آئے اور اہل قافلہ سوار ہوکر آگے بڑھے۔ لہذا اب سفر کے حالات
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات جو کہ راستہ سفر مین پے درپے
ظاہر ہوئے ہین اور ابوجہل امین پاتا گیا ہے اسکا بیان کرامات غوثیہ شنوکی
جدید جلد دو یعنی حصہ دوم مین لکھا گیا ہے ملاحظہ کیجئے فقط

فصل چہارم غزلیات و خمسہ جات مین

مرے دلکو لگی ہے تمہاری لگن یا خواجہ معین الدین چشتی
کہلاتا ہے آپکا شاہ زمن یا خواجہ معین الدین چشتی

وہی سر ہے کہ سودا ہو جسمین بھرا وہی دل ہے جو ہوکے تمہارا رہا
وہی آنکھ جو دیکھے تمہارا چمن یا خواجہ معین الدین چشتی

نہین چین مجھے آتا اکدم تیرے ہجر مین اے چشتی عقبی
کب تک مین پھرون مارا بن بن یا خواجہ معین الدین چشتی

شب ہجر ہی جائے نہ درد جگر نہ دوا ہی کرے کوئی اپنا اثر
جلا آتش عشق مین سب تن من یا خواجہ معین الدین چشتی

وہی مجھے دیکھئے بیدم ہون تم مجھ سے تن ملو ہین تم مین ملون
وہ بول اوٹھے ہر عضو بدن یا خواجہ معین الدین چشتی

غزل

بے چین کر رہی ہے دلکو ادا سے خواجہ | آنکھوں میں بس گئی ہے جب سے لقائے خواجہ
صوفی بنا کے رکھے ہاں مست کر دے | ہر حال میں ہوں راضی جو ہو رضائے خواجہ
جلوہ دکھا کے مجکو مدہوش کر دیا ہے | جان ہے نثار خواجہ سر ہے فدائے خواجہ
ہوتا ہے ذوق دونا حالت میں چشتیوں کو | جو وقت مست ہو کر کہتے ہیں ہائے خواجہ
ہر وقت دیکھتا ہوں تشبیہ کے تماشے | جب سے سما گئی ہے دل میں صہبائے خواجہ
سیر کشف و معنی حاصل ہو سے خودی میں | عاشق کو وقت مستی جب ہو ضیائے خواجہ

یوسف نے بادشاہی پائی غلام ہو کر
اب ملتی ہے خدائی جو ہو گدائے خواجہ

غزل

میں ہوں مدت سے دیوانہ معین الدین چشتی کا
میں ہوں مستوں کا مستانہ معین الدین چشتی کا
مئے الفت جو پیتے ہو تو پی کر مست ہو جاؤ
یہاں جاری ہے میخانہ معین الدین چشتی کا
گدا بھی آکر پاتا ہے اس در سے شہنشاہی
وہ ہے دربار شاہانہ معین الدین چشتی کا
جو مقصد لے کے آتا ہے نہ خالی ہاتھ جاتا ہے
یہ ہے پر فیض کاشانہ معین الدین چشتی کا
وفا کو اے نکیرین آکے گھیرو نہ تم اتنا
یہ خادم ہے قدیمانہ معین الدین چشتی کا

غزل

تم مظہر نور خدا بخدا سلطان الہند غریب نواز | تم مقصد وجود سخا ہو شہا سلطان الہند غریب نواز

کہیں یار کو جیب چھپا کر تو دیکھو

جن کا حال بوقت جنگ کربلا

جب یہ میں تلواروں سے تھا خالق کا محسن   لکھا ہے کہ باقی تھا فقط چار گھڑی دن
بالائے ہوا جاتا تھا اس راہ سے اک جن   اس سانحہ کی کچھ نہ خبر تھی اوسے لیکن
سادات کا مقتل جو یکایک نظر آیا
روتا ہوا جلدی وہ زمین پر اتر آیا

دیکھا کہ ہیں جو گرد تو لاکھوں ستم آرا   اور بیچ میں مجروح ہے اک پیاس کا مارا
جلادوں سے کرتا ہے جو پانی کا اشارا   بیٹھ پڑتا ہے تیروں کا بدن چور ہے سارا
پیکاں کئے پیوست ہیں گردن گلو میں
خورشید درخشاں ہے کہ ڈوبا ہے لہو میں

جن دیکھ کے یہ حال تھا حیرت زدہ انسان   پوچھا کسی شامی سے کہ اے مرد مسلمان
یہ کون ہے مظلوم جسے کرتے ہو بیجان   بولا وہ کہ یہ لخت دل پیغمبر ذیشان
زہرا کا جگر بند ہے خالق کا ولی ہے
باپ اسکا علی تھا یہ حسین ابن علی ہے

سب لوگ اسکے ہیں یہ بیدم جو پڑے ہیں   پہلے ہی آقا کی عوض ان میں لڑے ہیں
نہ غسل ہی پایا ہے نہ قبروں میں گڑے ہیں   تنہا فقط اب آپ ہی لڑنے کو کھڑے ہیں
جس دم یہ سنا تشنہ لبی سہتے کئی دن کی
صدمہ ہوا ایسا کہ نکلی جان جن کی

پس یہ خبر وحشت اثر سنکر وہ جن گھبرا گیا اور بیحواس ہو کر اپنے بادشاہ جعفر کے پاس طرف کوہ قاف کے روانہ ہوا ۔ نظم

روتا وہ سوئے قاف ہوا اوس سے روانہ   تھمتے نہ تھے آنسو تھا آنکھوں میں زمانہ

کہتا تھا پہاڑ اب مجھے کوہ کا جبا نہ   ہو جائے کہین قتل نہ احمد کا یگانہ

فوجین یہ وہ ہین خوف الہی نہین جن کو

اس ظلم کی دون جا کے خبر جعفر جن کو

شادی تھی کچھ اوس روز کہ تھا جشن بہین جعفر   تھی بزم طرب لٹتے تھے لعل و در و گوہر

دربار مین پہنچا یہ اوسیطرح سے کھلے سر   بولا وہ ارے خیر ہے کیا بن گئی تجھپر

مارا ہے کسی نے کہ تجھے لوٹ لیا ہے

کیون آیا ہے فریادی تو کی شکل یہ کیا ہے

رو کر وہ پکارا کہ قیامت کا ہی سامان   کیا عرض کرون جانہین اوقات نہین جان

آیا ہون اور دیکھ کے اک ظلم کا میدان   وان سید لولاک کا گھر ہوتا ہے ویران

ابر ستم اوٹھتا ہے اماہم ازلی پہ

تلوارین برستی ہین حسین ابن علی پہ

سب مر گئے خویش و پسر و یاور و انصار   تنہا ہے کئی لاکھ مین وہ کل کا مددگار

جلدی نہ چلیگا اگر اے جعفر دیندار   ہو جائینگے وان ذبح شہ بیکس و یار

مظلوم کو گھیرے ہوئے جلاد کھڑے ہین

خنجر لئے بارہا ستم ایجاد کھڑے ہین

غرض کہ جس وقت شاہ جنات نے یہ ماجرہ سنا آب دیدہ ہوکر اپنے تخت سے اوٹھ کھڑا ہوا اور بیحال ہوکر ارکین خدمت سے کہنے لگا افسوس اب بہت جلد جنات لشکر میرا ہے تیار ہوکر آمادۂ جنگ ہوا ایسا نہو کہ قیامت کے دن اوسکے نانا رسول خدا اور بابا علی مرتضی کے سامنے شرمندگی حاصل ہو یہ کہکر پہلے خود اپنے لباس شاہانہ کو تار تار کر ڈالا اور تمام جلسے کو درہم برہم کرکے جعفر کو بیدستگیر نہ رہا ضبط کا یارا   گھبرا کے اوٹھا تخت سے اور روکے پکارا

ہے ہے وہ حسین احمد مختار کا پیارا — ہاں حکم دو تیار ہوں لشکر مرا سارا
محشر میں دکھانا ہے منہ اوسکے اب و جد کو
سب ملکے چلو سبط پیمبر کی مدد کو

جعفر نے یہ کہکر جو گریبان کو پھاڑا — سب درہم و برہم ہوا پریون کا اکھاڑا
غل پڑ گیا یثرب کو لعینوں نے اجاڑا — ہے ہے اسد حق کے مرقع کو بگاڑا
نرغہ میں ہے محسن ملک و جن و بشر کا
سر کٹتا ہے پردیس میں زہرا کے پسر کا

مقتل کو بہ تعجیل روانہ ہوا جعفر — ہمراہ لیے سب ساتھ تھا جنات کا لشکر
تھا عصر کا ہنگام کہ پہنچا وہ دلاور — سب نے کہا ٹھیرو یہی ہے مقتل سرور
سوتے ہیں وہ یان جنکے ہیں گھر عرش بریں پر
بکھرے ہیں ورق مصحف زہرا کے زمیں پر

فرما کے یہ بیدل ہوا وہ صاحب ایمان — پایا شرف خدمت آقائے گریبان
مجرا کیا چومے قدم سرور ذیشان — اور گرد پھرا شاہ کے با دیدہ گریان
کی عرض یہ معنی ہیں شکیبائی کے مولا
صدقے یہ غلام آپکی تنہائی کے مولا

حسرت سے جو منہ اوس کا لگے دیکھنے شبیر — کی دست ادب جوڑ کے تب اوس نے یہ تقریر
میں ہوں در حبیب کا گدا یا شہ دلگیر — صدقے میں اونہیں کے ہے یہ سب عزت و توقیر
جنات پہ جب پائی ظفر شاہ ہدا نے
والد کو کیا تخت نشین شیر خدا نے

سب جن مرے بابا کے ہیں تابع فرمان — حاکم یہ ہوا خود ہے اب یا شہ ذیشان
ایک ایک جن آقا یہ ہے سو جان سے قربان — کر دیجئے اشارہ کہ اولٹ دیں ابھی میدان

تیغین لیے مرجانے کو تیار کھڑے ہین
سب جنگ کی رخصت کی طلبگار کھڑے ہین

ہوجائے جو حکم پسر شیر الٰہی — اک آن مین بے جان ہون یہ دو لاکھ سپاہی
حضرت کو نئے جانب بطحا ہو نہین راہی — شہزادون پر آئے نہ غربت مین تباہی

رونق ہو پہران قدمون سے کعبہ کی زمین کو
پہنچا دون مع اہل حرم قبلہ دین کو

اسقدر دردآمیز باتین شاہ جن کی سنکر آپ نے فرمایا اے بہائی جعفر حکم الٰہی مین کیا چارہ ہے جبکہ میرے تمام خویش و اقارب و پسر و برادر اس دشت کرب و بلا مین شہید ہو چکے تو پہر یہ حسین کس منہہ سے واپس لوٹکر جائے اور مین خودکسی بات سے مجبور نہین ہون جو چاہون حکم خدا سے ہوسکتا ہے اور تم لوگ ذرا نظر انصاف پر قایم ہوکر اپنے دلو نمین غور کرو کہ انسان کی مجال ہے جنات سے مقابلہ آرائی کرے مین ہرگز اجازت نہین دونگا اور مرضی مولا پر صابر و شاکر ہونگا ہان تیری شفاعت کے لیئے ضرور اپنے جد امجد سے قیامت کے دن سفارش کرکے اپنے ساتھ جنت مین لیجاؤن گا۔ نظم

مولا نے بہ شفقت اوسے یہ بات سنائی — الم تو جعفر بن راحیل ہے بہائی
تہا جنمین کا ہے کو یہ تکلیف اوٹھائی — سب لٹ چکی یان تو نیرے آقا کی کمائی

سر کہل گئے ماتم کی صفین بچہہ گئین گہر مین
ٹکڑے ہوئے ہفتاد و دو تن تین پہر مین

ہمدم نہین یاور نہین مین جی کے کرون کیا — عباس دلاور نہین مین جی کے کرون کیا
ہمشیر کے دلبر نہین مین جی کے کرون کیا — قاسم نہین اکبر نہین مین جی کے کرون کیا

اس غم سے بچا ہے جو کلیجہ میسر اپہٹ جائے

اب از بیست اسی مین ہے کہ سر تیغ سے کٹ جائے

بچے مین ہے جانے کی بھلا کونسی صورت　　مقتل مین پڑی ہے مرے مان باپ کی دولت
منظور خدا ہے کہ ہو جب میری شہادت　　محبوس بلا ہون حرم شاہ ولایت
سب پردہ نشین ظلم سہین فوج شقی سے
چادر بھی نہ بلوے مین رہین سر پہ کسی کے

رو کر کہا جعفر نے نہ مانیگا ہوا خواہ　　کفار سے لڑنے کی رضا دیجئے للہ
اشک آنکھوں مین بھر کر شہ والا نے کہا واہ　　منصف ہو تمہین عادل ہو تمہین اے جعفر ذیجاہ
کیونکر تجھے دون اذن وغا کرنے کا ان سے
بچا ہی کہین انسان بھی لڑ سکتے ہین جن سے

بولا وہ لباس بشری مین نظر آئین　　انسان کی طرح ان سے لڑین برچھیان کھائین
حملے کرین بڑھ بڑھ کے رجز نظم او ٹہائین　　تلواروں سے کٹوا ئے گلے خون مین نہائین
ہو جائین جوان وہ بھی جو ہمراہ حسن ہین
کیا دخل جو شامی کوئی جانے کہ یہ جن ہین

حضرت نے کہا سچ ہے یہ اے جعفر دیندار　　لیکن مدد غیر کا مین کب ہون طلبگار
مجبور نہین کچھ پسر حیدر کرار　　خالق نے کیا ہے مجھے کونین کا مختار
ایمان بھی دیتا ہون پر و بال بھی زر بھی
ہین دست نگر جن بھی ملایک بھی بشر بھی

حاجت ہو تری کچھ تو روا مین ابھی کر دون　　دامن در مقصود سے خالی ہو تو بھر دون
دشمن ہو کوئی دیو تو سر کاٹ کے دھر دون　　اک دم مین شکست اسکو تجھے فتح ظفر دون
حامی ہون ترا رنج مین اندوہ مین غم مین
تلوار لئے کود پڑون بیسہ علم مین

بولا وہ کہ فرمایا ہے سرور نے بجا دل — بیشک یہیں حل ہوتی ہے ہر شخص کی مشکل
ہر چند نہیں ہوں میں کسی کام کے قابل — یاں آکے مگر کچھ تو سعادت کروں حاصل
دشمن ہے یزید آپ پہ ظاہر ہے شر اوسکا
کہئے تو ابھی کاٹ کے لے آؤں سر اوسکا

بے دین ہے وہ اے حیدر کرار کے جانی — لازم ہے کہ مردود سزا ظلم کی پائے
حضرت نے کہا کٹ کے سر اوسکا اگر آئے — پھر سامنے کس کے مری امت کہیں جائے
ہو رشک کسی کو مرے دندان کی لڑی سے
کھوئے لب پر خون کو میرے کون چھری سے

گو ظلم سے اوسکے مرا گھر آج ہوا صاف — پر حشر پہ موقوف رکھا میں نے یہ انصاف
ہر حال میں کافی ہے خدا کا مجھے الطاف — اس ظلم کے چرچے ہیں اب تا بہ آفاق
مر جاؤں کہ لٹ جاؤں تاسف نہ کروں گا
خنجر سے گلا کٹنے پہ بھی اف نہ کروں گا

منھ پھیر کے اور رو کے یہ کہنے لگا جعفر — صدقے ہیں ترے رحم کے اے مالک کوثر
سنکر خبر تشنگی سبط پیمبر — پانی لئے آیا ہوں بہت سرد و معطر
گرمی سے غش آتا ہے شہ جن و بشر کو
پی لیجئے دو گھونٹ کہ تسکین ہو جگر کو

بس پانی کا نام سنکر آپ آنکھوں میں پانی بھر لائے اور فرمایا اے جعفر اگر مجھے پانی کی چاہ ہوتی تو یہ سامنے جو پہاڑ نظر آتا ہے ایک اشارہ میں پانی پانی ہو جائے اور اگر زمین پہ پانی کا نام لیکر پاؤں ماروں تو ابھی دریا رواں ہو جائے لیکن تو ہی ذرا اپنے دل میں خیال کر کہ جب میرے ننھے ننھے بچے بغیر پانی تڑپ تڑپ کر مر گئے اور ایک قطرہ آب اونکے گلے میں کسی نے

نہ جوابا تو اب یہ حسین کسطرح سے پانی پیئے اے بھائی تو جو یہ پانی بھر کے لے
لایا ہے میرے کس کام کا ہے یہ

یہ کہکے لہو آنکھوں سے برسانے لگے شاہ — جنات بھی تھرا گئے اس درد سے کی آہ
فرمایا کہ نہ جعفر مجھے پانی کی نہیں چاہ — بچے میرے سب تشنہ دہن مر گئے واللہ
قطرہ نہ ملا جسم سے جانیں نکل آئیں
بن پانی نہ تڑپے کہ زبانیں نکل آئیں

قاسم کا وہ پیاسا بھی جاتا نہیں بھولا — عباس کا وہ مشک اوٹھانا نہیں بھولا
اکبر کا زبان خشک دکھانا نہیں بھولا — پانی کے لیئے خون میں نہانا نہیں بھولا
آنکھوں میں دم اور منھ میں انگوٹھی تھی نبی کی
جب مر گئے تب آگ بجھی تشنہ لبی کی

مرے یہ چمن غنچہ دہانوں کا یہ ہوا حال — پھر پانی پیئیں اوسکے بیٹے فاطمہ کا لال
اصغر جسے پیدا ہوئے گذرا تھا نہ اک سال — جلتا ہے وہ ریتی پہ پڑا پھول کی تمثال
پانی ہی کی خاطر یہ چھٹا اہل حرم سے
مارا ہیں کاہل نے اوسے تیر ستم سے

یہ کہکے جو رویا اسداللہ کا جانی — جعفر کے کلیجہ کا لہو ہو گیا پانی
چلایا کہ افسوس کوئی بات نہ مانی — ہے ہے میرے آقا یہ تیری تشنہ دہانی
روئے گا وہ جو صاحب انصاف رہیگا
ماتم تیرا اب قاف سے تا قاف رہیگا

جعفر سے یہ کہکے جو کی گریہ و زاری — جنات کے نوحوں سے زمین ہل گئی ساری
شہ نے کہا وقت آیا شہادت کا ہماری — اب آئیگی رونی وہ یداللہ کی پیاری
اولٹیگی زمین دل میرا تھراتا ہے جعفر

اب جاتو کہ خنجر لیے شمر آتا ہے جعفر

پایا نہ اگر اجر شہادت تو نہ کھانا غم موجود ہیں محشر میں شفاعت کو تری ہم
جب یاد عزا آئے تو کیجو میرا ماتم اور اشک فشان رہیو مری پیاس سے ہر دم
راحت کی نہ کچھ فکر نہ آرام کی رکھنا
وان جاکے سبیلیں تو مرے نام کی رکھنا
منھ سوے نجف کرکے یہ جعفر نے پکارا مجبور ہے آقا یہ ہوا خواہ تمہارا
آیا تھا فدا ہونے مگر کچھ نہیں چارا رخصت کیے دیتا ہے مجھے آپکا پیارا
حضرت یہ سعیدا ہے کہ غم کھاتا ہون مولا
میں خاک اوڑاتا ہوا اب جاتا ہون مولا

نظم دیگر

القصہ قتل گاہ پہ آیا وہ شہسوار فرمایا ون لعینون سے اے قوم نابکار
تم مجکو جانتے ہو نواسا نبی کا ہون زہرا کا نور عین ہون بیٹا علی کا ہون
سید کا قتل ظالمون جایز ہوا نہیں
اچھا نہیں تمہارے لیئے یہ بھلا نہیں
عقبیٰ خراب ہووےگی دنیا نہ پاؤگے مجھسے اگر لڑوگے جہنم میں جاؤگے
کہنا نہ مانا سید عالم کا وہ شقی برسائی چار سمت سے بوچھار تیر کی
جب ذوالفقار حیدری کی شاہ نے علم
انتیس سو پچاس لعین ہوگئے قلم
آئی ندا فلک سے کہ بس ہاتھ تھام لو بچپن میں جو کیا تھا سو وعدہ وفا کرو
یہ سنتے ہی حسین نے سر کو جھکا دیا تیغ و سنا چلانے لگے سارے اشقیا
ستر ہزار زخم سے لگے ایک جسم پہ

گھوڑے سے شاہ گر پڑے ہوکر لہو مین تر
خنجر لئے جو ہاتھ مین خولی عیان ہوا
نیت کئے نماز کی تھے شاہ کربلا
ایک روز وہ تھا کاندہے پہ احمد کے تھے سوار
اک روز یہ ہے سینہ پہ تھا شمر نابکار
شبیر نے جو دیکھا پیمبر کو ننگے سر
فرماتے تھے نواسے کا حلقوم چوم کر
اُمت رہائی پاتی ہے قید گناہ سے
اے لعل سر کٹا دے مین قربان حلق کے
گریان حسن کھڑے تھے پریشان تھے مصطفے
بالوںمین خاک ڈالتی تھی بی بی فاطمہ
تکبیر مین حسین کا کاٹا لعین نے سر
سبحان رب الاعلیٰ تھا شہ کی زبان پر
اندہیرا تھا زمین پہ قیامت ہوئی بپا
حور و ملک پکارتے تھے وا محمدا
محشر کے روز اوسکو بس آرام چین ہے
اب دستگیر جس کا وسیلہ حسین ہے
جب صدق دل سے دوستو یہ داستان سنو
آل نبی کے نام پہ بس فاتحہ پڑہو۔

وجہ تسمیہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام

ارباب تواریخ نقل کرتے ہین کہ عداوت یزید پلید کو حضرت امام عالیمقام سے اس سبب سے تھی کہ حضرت عبد المناف کے دو لڑکے جڑے ہوئے پیدا ہوئے تھے پیشانی دونوں کی جڑی ہوئی تھی اور تمام جسم علیحدہ تھا نام اونکا ہاشم و امیہ تھا لوگوں نے ہر چند کوشش کی لیکن پیشانی جدا نہ ہوئی ناچار آپس مین مشورہ کرکے تلوار سے اونکی پیشانی جدا کردین اوس زمانہ مین ایک بڑے عالم تھے اونہوں نے کہا یہ تم نے

برا کیا جو تلوار سے انکی پیشانی کو جدا کردیا اب ہمیشہ انکی پشت در پشت
اولاد مین تلوار چلا کریگی۔ چنانچہ ہاشم اور امیہ مین بھی خوب تلوار چلی۔
پھر بنی ہاشم کے گھر لڑکا پیدا ہوا نام اوسکا عبد المطلب رکھا اور بنی امیہ
کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا نام اوسکا حرب رکھا حضرت مطلب اور حرب مین
بھی خوب تیغ زنی ہوئی۔ حضرت مطلب کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا نام اُن کا
ابو طالب رکھا اور ابو طالب کے گھر مین جب لڑکا پیدا ہوا نام اوسکا علی
رکھا اب ابوسفیان کے گھر لڑکا پیدا ہوا نام اوسکا معاویہ رکھا حضرت علی
مرتضےٰ شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر مین یعنی حضرت فاطمہ زہرا کے
بطن سے دو لڑکے تولد ہوئے اور اسم گرامی اونکے حسنؑ حسینؑ رکھے
گئے اور معاویہ کے گھر لڑکا ناخلف پیدا ہوا نام جسکا یزید بروزن پلید
رکھا گیا پس یزید پلید نے بہ سبب اوسی عداوت کے جو ولی چلی آتی ہے
حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ وجدال کرکے شہید کروادیا
دسویں تاریخ محرم سنہ ۶۱ ہجری یوم جمعہ بروز عاشورہ ٹھیک دوپہر ڈھلے
چھپن برس پانچ مہینے پانچ دن کے سن مین آپنے شہادت پائی۔ انا للہ
وانا الیہ راجعون۔ عاشقان حسین اب صرف ایک سلام حضرت حسین
علیہ السلام کی تعریف مین اوس مقام کا لکھتا ہون کہ جس وقت آپ
سامنے اون ملعونون کے میدان کربلا مین تنہا کھڑے مرضی الٰہی پر راضی
تھے اور جسم مطہر آپکا تیرون کی بوچھار سے چھلنی بن رہا تھا اور آپ اپنے
خدائے پاک سے باتین راز و نیاز کی کررہے تھے چنانچہ کسی صاحب نے
کیا خوب فرمایا ہے۔ **مجرا السلامیہ**

اوسکو مجرا تھا جو کہتا یار آگے جو رضا   عشق مین دلبر گئے ہون پیار آگے جو رضا

یار سے کہتا ہوں میں ہر بار آگے جو رضا آبرو رکھیو مری اے یار آگے جو رضا

یہ نہیں کہتا کہ مجھکو عرش کا چالاک کر یہ نہیں کہتا کہ مجھکو حاکم افلاک کر

اپنے دامن سے لگا اپنی گلی کی خاک کر میں یہی کہتا ہوں کہ اے دلدار آگے جو رضا

یہ نہیں کہتا کہ ابن حیدر کرار ہوں یہ نہیں کہتا کہ سبط احمد مختار ہوں

عشق میں تیرے غریب و بیکس و بیمار ہوں ہے میرا ہر دم یہی اقرار آگے جو رضا

جب محمد مصطفےٰ کو پیار سے دیکھا ذرا ہاں دہن لب ناز سے دندان شہید اونکا ہوا

جیسا دامان گریبان اونکا لہو میں بھرا کر مجھے بھی ویسا ہی گلزار آگے جو رضا

جسگھڑی تیغ ادا سر پر علی کے چل گئی اور اوس عاشق کی صورت سے لہو میں بھر گئی

عشق میں جو تو نے اپنی سرخ روئی اسکو دی میں بھی ہوں اوسکا ہی ورثہ دار آگے جو رضا

حضرت ایوب پر جب پیار کی آئی نگاہ پڑگئے کیڑے بدن میں اونکے سرخ اور سیاہ

جسطرح دی تو نے ہاں اپنے اوس صابر کو جاہ ہے وہی صبر اب مجھے درکار آگے جو رضا

حضرت یحییٰ پہ جو کچھ ناز نے تیرے کیا بیکس و مظلوم بے گھر کرکے اور ذبح بھی کیا

بیکسی و مظلومیت کا جو مزا اونکو دیا ہے وہی لذت مجھے درکار آگے جو رضا

ہود کو ٹکڑے کیا جس تیغ جوہر دار نے اور کیا داؤد بسمل ناز نے انداز سے

زکریا چیرا گیا جس آرہ خمدار سے ہووے اوسکا ہی مجھی پر وار آگے جو رضا

اس گھڑی دہشت ہے مجھکو حضرت اسمٰعیل کی یعنی وہ لذت چھری کی اونکے دل نے جو لی

گر اوسی صورت سے میری آج قربانی ہوئی تو میرا کیا بس ہے تو مختار آگے جو رضا

میں ترے قربان گیا اے بادشاہ شاہدان غمگسار بیکسان حاجت روائے عاشقان

بیکس و مظلوم بے گھر ہوکے آیا ہوں یہاں رکھیو تو پردہ میرا اے یار آگے جو رضا

ہوتا ہے اب کام میرا آج گو دم بھر کے بیچ پر یہی ہے آرزو بیجان غم پرور کے بیچ

ذبح کے جوہر نیا ہی آئینہ خنجر کے بیچ اک نظر دیکھوں تیرا دیدار آگے جو رضا

اس قدر اپنی لگا دے اب تو مہر و دل کو حیا
جو نظر آوے تو ہی آوے ہی لیکر تا بہ ماہ

جس طرف کو آنکھ جھپکے تیری برق تیغ نگاہ
سر جھکا دوں واں میں سو سو بار آگے جو رضا

میں تیرے قربان گیا اے بادشاہ بحر و بر
آ گئی ہے ناؤ میری کنارے سے ادبر

اب تو ٹک بحر رسل موج کرم کو حکم کر
دم میں ہوتا ہے بیڑا پار آگے جو رضا

ہر طرف ناروا داری اب تو گھیرا آگیا ہے
جس طرف کو دیکھتا ہوں خنجر و شمشیر ہے

قتل میں مجھ ناتوان کے اب بھلا کیا دیر ہے
اب تو سب سامان ہے تیار آگے جو رضا

کہکے جب یہ عاشق اللہ سجدے میں گیا
شوق کے عالم میں کیا کیا نا اٹھا دست دعا

اے خلیق اوسکے گلے پر گو کہ خنجر چلتا تھا
پر زبان پر تھی یہی تکرار آگے جو رضا

تمام شد

سنہ ۱۹۲۳ع

1920

یہ رباعی سن ولادت و مدت عمر و وفات شریف حضرت خواجہ بزرگ کی مشہور ہے

رباعی

ولادت عاشق نوسال عمرش　　بود در و اسپلے ہند اشکارا
وفاتش آفتاب ملک ہندست　　ز ابجد کن شمار این را خدارا

دعائیہ

الٰہی ما عاصیا استغفر اللہ　　توہی فریاد رس الحمد اللہ
تری درگاہ مین اے ذات باری　　بدل میری بھی ہے خواستگاری
جو چاہے کر تدارک جان کی ساتھ　　اوٹھانا پر ہمین ایمان کے ساتھ
الٰہی رونق اسلام کر دے　　مسلمانون کو زر ایمان کا دے
الٰہی دور کر دشمن سے کینہ　　جو نابینا ہین کر دے اونکو بینا
الٰہی کر تو اپنی مہربانی　　تصدق سے نبی کے بے سے بانی
الٰہی مر کے جب ہم قبر مین جائین　　نکرین آنکر اصلا نہ ترسائین
الٰہی ہو نہ اون سے جدا ور کہ　　جوابون سے سوال اونکا کرون رد
الٰہی پائین جب حضرت کی تقدیر　　مرے منہہ سے ہو جاری بس تقریر
یہ ہے ہادی یہ ہے رہبر ہمارا　　محمد ہے مرے خالق کا پیارا
بروز حشر کے حضرت پیمبر　　پلائین سبکو بھر بھر جام کوثر
عزیز و ختم ہے یہ دعا کا　　پڑہو کلمہ محمد مصطفٰے کا

المرقوم محمد حبیب علی خان صاحب المعروف حضرت
مولانا کلن شاہ صاحب مولودخوان جےپوری
المتخلص شوکی لقب عطیہ مولانا خلیفہ محمد افتخار عالم شاہ

رباعی

جس وقت قضا قبر مین پہنچاتی ہے | یہ روح کہین اور ہوا کہاتی ہے
ہوجاتے ہین ارکان عناصر بیکار | ترکیب رباعی کی بگڑجاتی ہے

فقط

ختم شد

نقشہ درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بمقام اجمیر شریف
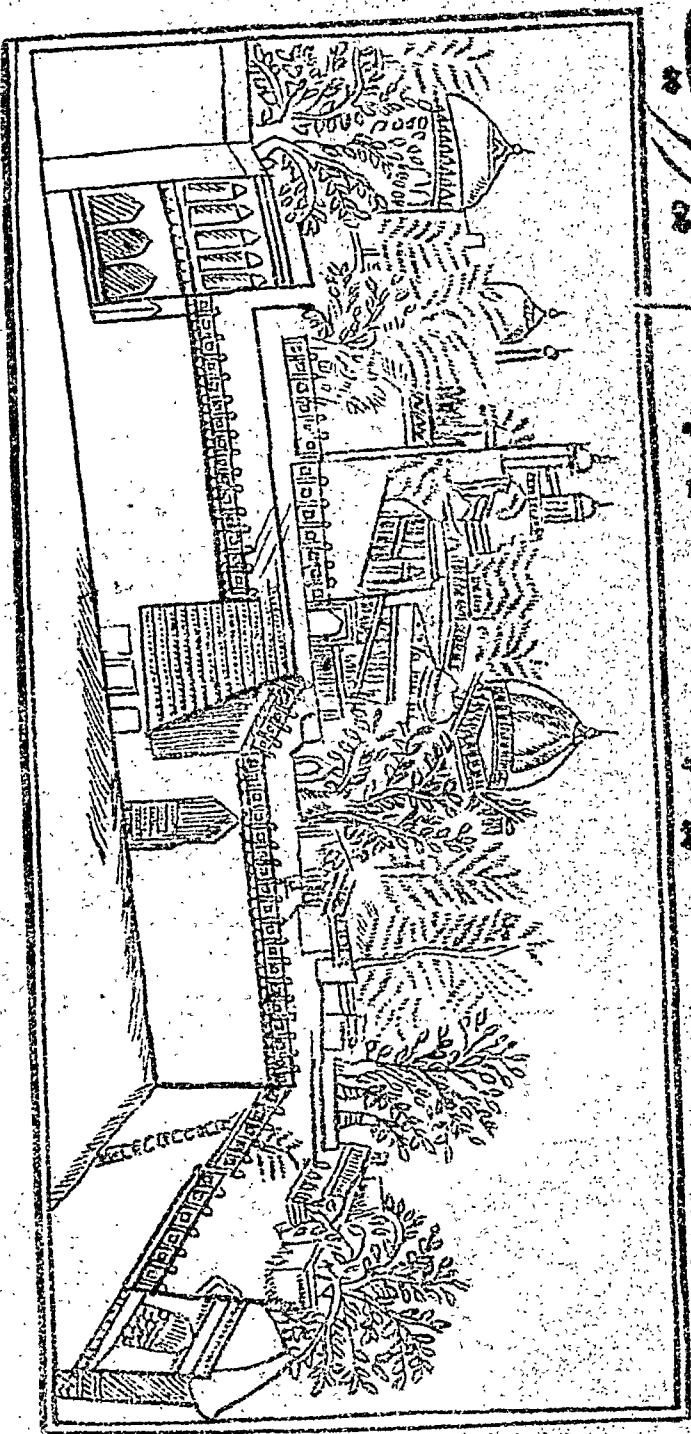
محفل خانہ

درگاہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کے دوسرے حصے میں یہ ایک نہایت وسیع اور عظیم الشان عمارت ہے جسمیں بڑے بڑے بلوری جھاڑ لٹکے ہوئے ہیں جو معمولی دنوں میں غلافوں سے ڈھکے رہتے ہیں لیکن ایام عرس میں کھولے اور روشن کئے جاتے ہیں اور محفل خانہ میں قوالی کی مجلسیں نہایت دھوم دھام سے منعقد ہوتی ہیں اسکے آگے ایک دروازہ ہے جو بسنتی دروازہ کہلاتا ہے۔ اسی کے پہلو میں ایک پیش دالان ہے جسکے سامنے ایک مربع حوض بنا ہوا ہے اسکے شرقی حصے میں سنگ مرمر کا ایک چھوٹا سا حجرہ ہے جسمیں شاہ نصیر الدین کا مزار ہے۔ اوسی کے پاس مولانا کاکی کا مزار شریف بھی ہے یہ محفل خانہ (مجلس خانہ بھی کہتے ہیں) میر حفیظ علی مرحوم متولی آستانہ شریف کے اہتمام سے سنہ ۱۳۰۷ھ میں تعمیر ہوا ہے جسپر تخمیناً چھ ہزار روپیہ لاگت آئی ہے۔

غزل

رقم تعریف ہو کیسے تیری محفل کی اے خواجہ
نہ طاقت ہے قلم میں اور نہ ہمت لکھنے کی اے خواجہ

تیری محفل کے نغموں سے کھلی ہر دل کی کلی ہے
ہر جوں مجلس میں بپا ہے تیری ... اے خواجہ

عظیم الشان ہے گنبد اور تیری مجلس اعلیٰ ہے
ہے بے شک عالیشان سما ہے تیری محفل کی اے خواجہ

تیری محفل کی فانوس سے دیکھو کیا ہے چشمان
مثال طور روشن ہے شمع محفل کی اے خواجہ

تمنا کچھ نہیں گوہر فقط اک آرزو یہ ہے
میسر یہ ہو مجھ کو تیری محفل کی اے خواجہ

نقشہ مجلس خانہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بمقام اجمیر شریف
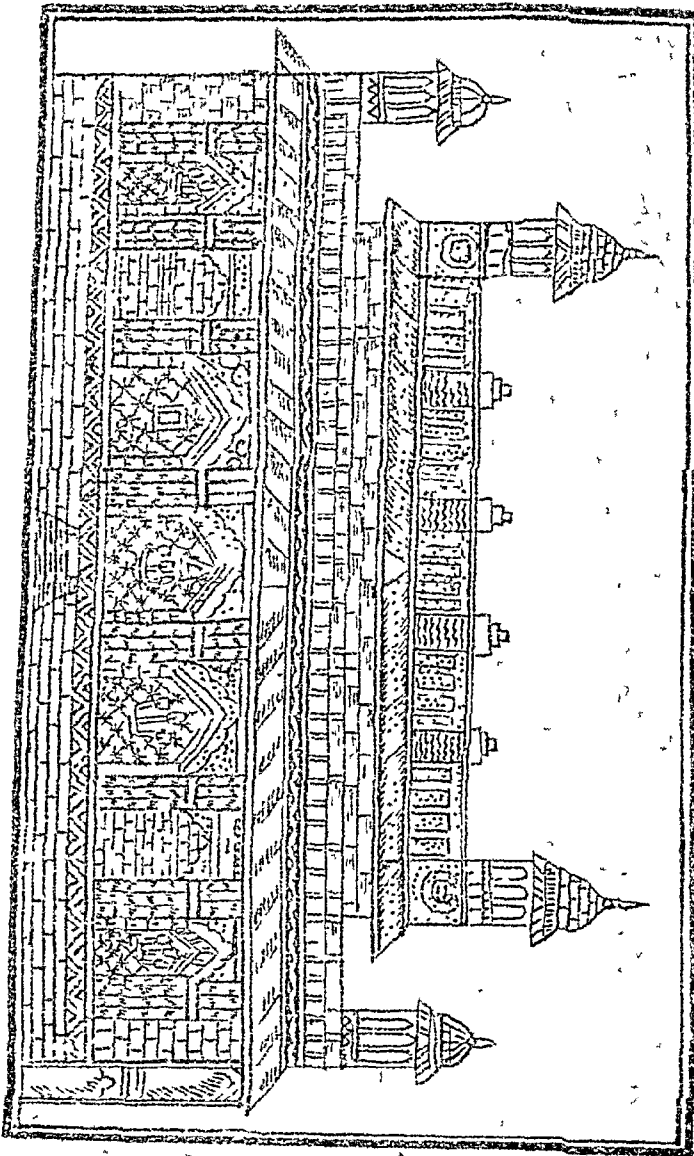
درگاہ بازار

جہاں اب درگاہ بازار بنا ہوا ہے یہاں عہد اکبری میں مینا بازار لگایا جاتا تھا جسمیں بیگمات اور شہزادیاں سودا خریدتی تھیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکی بنیاد عہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ۹۷۸ھ میں ڈالی گئی تھی۔ اسمیں دو رویہ پختہ لداؤ کی دوکانیں ہیں کپتان ٹیلن صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر اجمیر نے بازار کی دوکانوں پر برآمدے اور کمرے بنوادئے ہیں جس سے بازار کی شان دوبالا ہو گئی ہے۔ پہلے ان دوکانوں کے دروں میں ہوکر دولتخانہ شاہی تک راستہ تھا جب بیگمات شاہی زیارت کے لئے آتیں تو دوکانوں میں پردے ڈالکر دوکاندار باہر چلے آتے اور بیگمات اندر ہی اندر پیادہ پا چلی آتیں۔ اور اسی طرح واپس چلی جاتی ہیں۔

غزل

کسقدر فرحت فزا بازار ہے درگاہ کا
روح پرور دل کشا بازار ہے درگاہ کا

سینکڑوں یوسف نظر آتے ہیں سودائی یہاں
مصر کا بازار گیا بازار ہے درگاہ کا

یہ کشاکش خلق کی یہ بھیڑ اور ایسا ہجوم
عرصہ محشر ہے یا بازار ہے درگاہ کا

جلتی دوکانیں ہیں سب روشن ہیں یا مانند گہر
حور کی زلف رسا بازار ہے درگاہ کا

جسقدر بازار ہیں سب میں یہی ہے شاندار
خوش بنا و خوش نما بازار ہے درگاہ کا

نقشہ بازار پیش درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بمقام اجمیر شریف

تالاب آنا ساگر
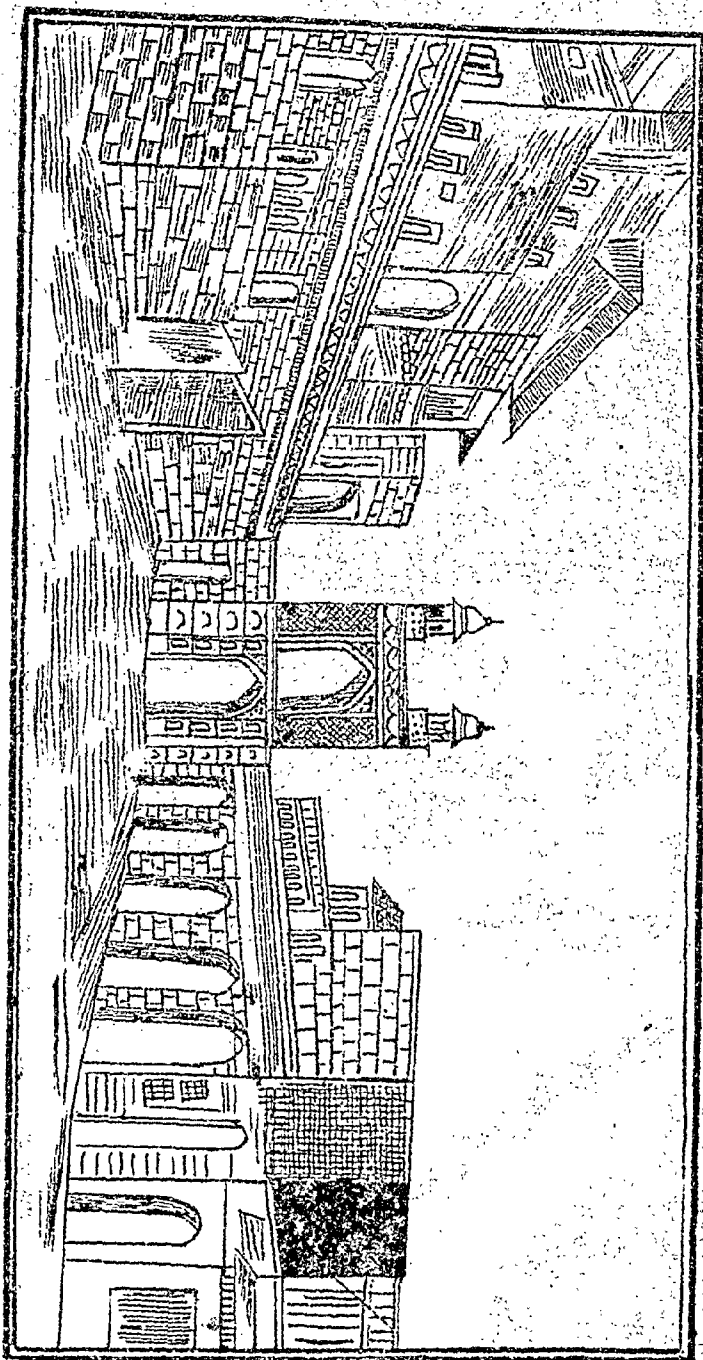
اس تالاب کا بند آنا دیو نے بندھوایا تھا اور اسے اپنے نام سے نامزد کیا تھا۔ اسکی تعمیر کو تقریباً آٹھ سو برس کا زمانہ منقضی ہو چکا ہے۔ موسم بارش میں اس کا دور چھ میل سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس کا طول چھ سو گز اور عرض سو گز ہے اسکے مشرقی اور جنوبی کناروں پر بہت عمدہ گھاٹ اور باغ بنے ہوئے ہیں جو سمت ۱۹۰۵ بکرمی میں بزمانہ محمد بنوائے گئے لب تالاب دو بارہ دریاں سنگ مرمر کی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہیں جن میں سیاح بیٹھکر تالاب کی سیر کرتے ہیں یہ بارہ دریاں بھی زمانہ شاہی کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہیں لیکن کوئی کتبہ ان پر کندہ نہیں ہے۔

دولت باغ آنا ساگر کے بالکل پہلو پر نہایت سبز اور پر فضا مقام ہے۔

نقشہ تالاب آنا
بمقام اجمیر شریف
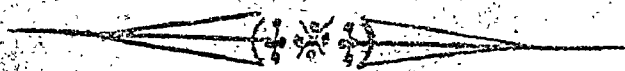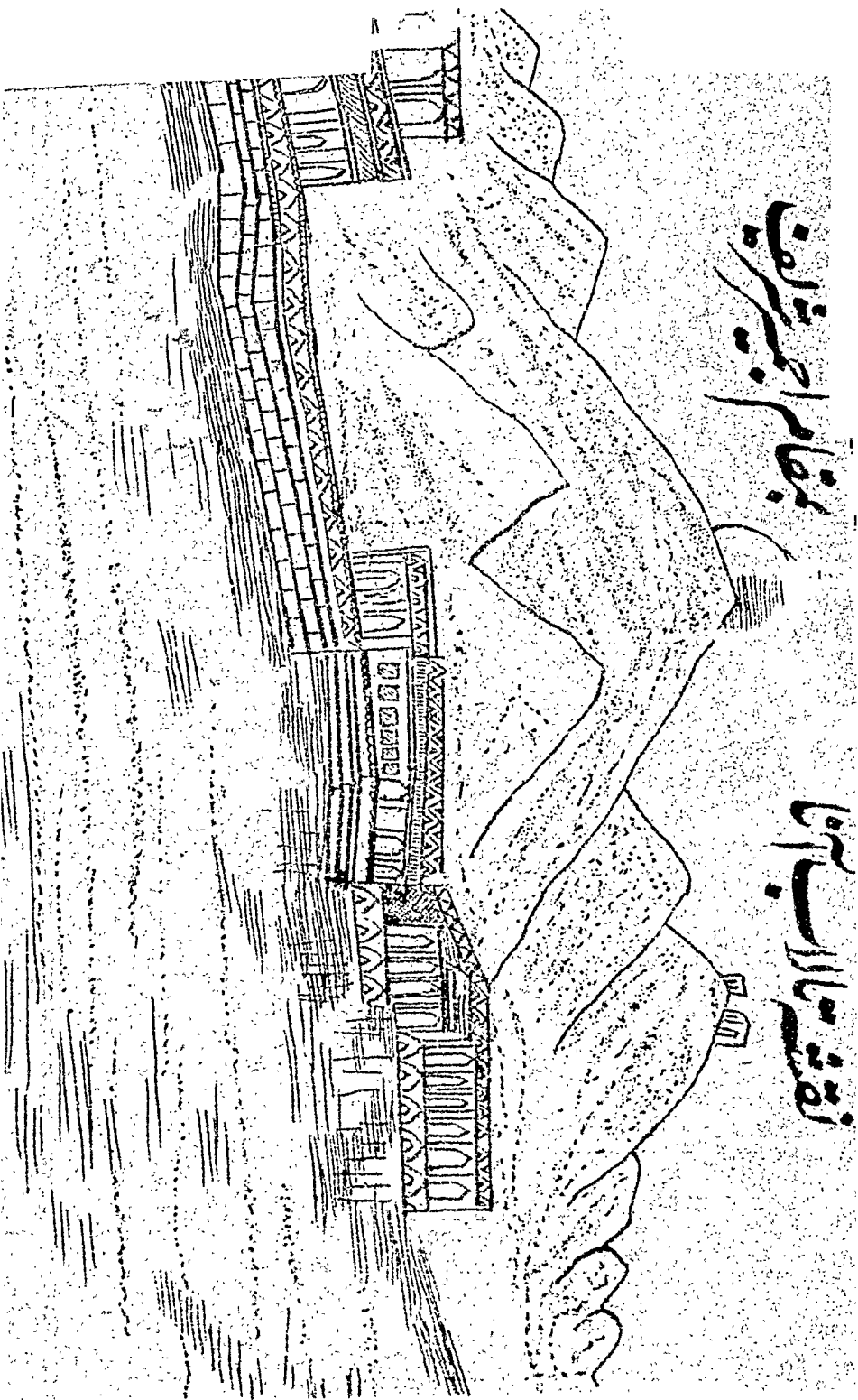
اشتہار
ہمارے پریس میں ہر قسم کی اُردو ہندی انگریزی چھپائی
عمدہ و بکفایت ہوتی ہے اور وعدہ پر کام تیار کرکے دیا جاتا ہے
اور نیز ہمارے یہاں ہر قسم کی کتابیں اُردو ۔ ہندی ۔ فارسی
نہایت ارزاں قیمت پر ملتی ہیں ۔
اور قرآن شریف ہر قسم کے برائے ہدیہ موجود ہیں ۔
المشتہر
کنھیالال اینڈ سنس جوہری
بازار آگرہ
Ref. Library